۷۸۶
مدینہ
۹۲

النجدیت

بجواب

البریلویت

تصنیف:
شیخ الحدیث علامہ مفتی غلام فرید ہزاروی مدظلہ

ناشر: غوثیہ کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر

احسان الٰہی ظہیر کی کتاب "البریلویت" کا مکمل رد اور مسکت جواب

"النجدیت"

بجواب

"البریلویت"

(حصہ اول)

از قلم

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد غلام فرید رضوی ہزاروی

ناشر

غوثیہ کتب خانہ - اردو بازار مغل مارکیٹ گوجرانوالہ

نام کتاب ________ التحدیث بجواب البرلویت
تالیف ________ مفتی محمد غلام فرید صاحب ہزاروی
صفحات ________ ۲۲۴
ہدیہ ________ Rs
ناشر ________ محمد منور حسین جدی
تعداد ________ ۱۰۰۰

—— ناشر ——

غوثیہ کتب خانہ - اردو بازار گوجرانوالہ

—— ملنے کا پتہ ——

- مکتبہ نعمانیہ - اقبال روڈ سیالکوٹ
- مکتبہ قادریہ نظامیہ - اندرون لوہاری دروازہ لاہور
- شبیر برادرز - ۴۰ - اے اردو بازار لاہور
- مکتبہ نوریہ رضویہ - گنج بخش روڈ لاہور
- دار العلوم نقشبندیہ امینیہ - الشارع الجامعہ
۲۷۷ - اے ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

فہرست مضامین

(۸) ۔ علیہ سالم صاحب مزید گوہرافشانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اس فرقہ کے مؤسسین کے حالاتِ زندگی سے واضح ہوتا ہے کہ انکی یہ تحریک علمی ہے نہ فکری اور نہ ہی ادبی۔ انکی ساری سرگرمیوں سے صرف انگریزی استعمار کو فائدہ پہنچا۔ اس تحریک کے علاوہ تحریک جو انگریز کے مفاد میں تھی وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک تھی۔ دونوں تحریکیں استعمار کے سائے میں پروان چڑھیں۔ جناب احمد رضا بریلوی کا وہابیوں کی مخالفت کرنا۔ ان پر کفر کا فتویٰ لگانا، جہاد کو حرام قرار دینا، تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کی مخالفت کرنا۔ انگریز کے خلاف جدوجہد میں معروف مسلم رہنماؤں کی تکفیر کرنا اور اس قسم کی دوسری سرگرمیاں استعمار کی خدمت اور اس کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے تھیں۔

الجواب: اعلحضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت نے وہابیوں کی مخالفت اور ان پر فتویٰ کفر اس لئے نہیں لگایا کہ وہ انگریز کے مخالف ہیں۔ بلکہ آپ نے انکے کفریات اور کفری کلمات کی بنا پر مخالفت کی ہے اور کفر کا فتویٰ بھی اسی وجہ سے لگایا ہے کہ وہ گستاخِ شانِ الوہیت اور گستاخِ شانِ رسالت ہیں اور یہ کفریات انکی اپنی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کے بعض اکابر نے اپنی کتابوں میں جو خرافات لکھی ہیں۔ انکی بنا پر ان کو کافر قرار دینا بجائے خود کفر ہے۔ انکی کفری عبارات کی نشاندہی عنقریب اپنے موقعہ پر آئیگی انشاء اللہ اور یہ بات با حوالہ ہم بتائیں گے کہ اعلحضرت نہیں بلکہ خود غیر مقلدین نام نہاد اہلحدیث کے اکابر ہی انگریز کے حامی اور پورے پورے ایجنٹ تھے۔ اپنا جرم چھپانے کے لئے اعلحضرت کے خلاف یہ پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ اعلحضرت نے تو ہمیشہ انگریز کی مخالفت کی ہے اعلحضرت اور تمام علماء اہلسنت حنفی بریلوی کے نزدیک جہاد اسلامی فرائض میں سے ایک اہم ترین فرض ہے۔ لیکن یہ چند شرائط سے مشروط ہے۔ اگر وہ شرائط موجود ہوں تو جہاد ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اور یہ شرائط بھی صرف اعلحضرت نے از خود متعین نہیں فرمائیں۔ بلکہ جلیل القدر فقہاء اسلام نے لکھی ہیں۔ جیسا کہ چلپی، شرح نقایہ، رد المختار میں ہے۔

صد ۱۱ اذا غلب علی ظنہ انہ یکافئہم و الا فلا یباح قتالہم۔ یعنی یہ جہاد تب ہو کہ جب یہ غالب گمان ہو کہ انکا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بصورۃ دیگر ان سے لڑنا حلال نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو رسائل رضویہ صفحہ ۲۱ مکتبہ رضویہ)

ظاہر ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کے پاس طاقت نہیں تھی۔ دوسری شرط جہاد کی یہ ہے کہ سلطانِ اسلام موجود ہو۔ اعلحضرت فرماتے ہیں "مفلس پر اعانت مال نہیں، بے دست و پا پر اعانت اعمال نہیں، ولہذا مسلمانانِ ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں" (ملاحظہ دوام العیش صفحہ ۱۰۳ مکتبہ رضویہ لاہور) اور سلطانِ اسلام کی شرط بھی مفقود تھی۔ ان شرائط جہاد کو نقل کرنے کے بعد اور اعلحضرت کی ان عبارات کو نقل کرنے کے بعد ظہیر صاحب لکھتے ہیں اسی لئے مسلمانوں میں مشہور ہو گیا کہ وہ انگریز کے ایجنٹ ہیں اور ان کے لئے کام کر رہے ہیں (ترجمہ البریلویہ صفحہ ۴۳)

قارئین کرام: ان عبارات سے اعلحضرت نے یہ ثابت کیا تھا۔ کہ طاقت اور سلطانِ اسلام کے نہ ہونے کی صورت میں جہاد نہ فرض ہے نہ جائز مگر یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ طاقت ہونے اور سلطان اسلام کی موجودگی میں بھی جہاد فرض یا حلال نہیں ہے۔ مگر ان کے برعکس غیر مقلدوں کے گرو اور انکے وکیل اول اور اگلی صفوں کے رہنما مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے رسالہ (الاقتصاد صفحہ ۲۰۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ "ان دو نتیجوں سے ایک اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ اس زمانے میں بھی شرعی جہاد کی کوئی صورت نہیں ہے ...... ہم جب کبھی بعض اخبارات میں یہ خبر دیکھتے ہیں کہ سلطنت روم یا ریاست افغانستان وغیرہ بلادِ اسلام سے جہاد کا اشتہار دیا گیا ہے تو ہم کو سخت تعجب ہوتا ہے۔ اور اس خبر کا یقین نہیں آتا کہ اس وقت روئے زمین پر امام کہاں ہیں۔ جنکی پناہ میں اور انکے امر و اجازت سے مسلمان جہاد کر سکیں ... ... یہ خوف فریقین کا اس وقت بجا تھا جبکہ جہاد اسلام کا اصلی فرض ہوتا اور تقرر امام کے سوا مسلمانوں کا اسلام صحیح یا کامل نہ ہوتا۔" (الاقتصاد فی مسائل الجہاد وکٹوریہ پریس لاہور صفحہ ۴۳ تا ۴۷۔ مولفہ محمد حسین بٹالوی) ــــ اس عبارت سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں

① - چونکہ امام کے بغیر جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہندوستان میں نہ تو جہاد شرعی ضروری ہے اور نہ ہی یہ جائز ② - صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے کسی حصے پر بھی جہاد نہیں ہو سکتا۔ ③ - جہاد اسلام کا فرض اصلی نہیں ہے۔ غور کریں۔ اعلیٰحضرت نے تو محض ایک شرعی حکم بیان کرنے کی غرض سے لکھا تھا۔ جو گذرا ہے۔ نہ تو یہ موقف تھا کہ قوت و طاقت ہونے کی صورت میں بھی جہاد فرض نہیں اور نہ ہی یہ موقف تھا کہ جہاد فرضِ اصلی نہیں ہے۔ وہ تو صرف یہ فرماتے تھے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے پاس جہاد کی طاقت و قوت نہیں ہے۔ اسلئے ان پر جہاد فرض نہیں ہے۔ مگر ادھر گستاخانِ رسول نے عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بدنام کرنے کی غرض سے بات کو بدل ڈالا اور فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ (الآیہ) کا مصداق بنا دیا۔ کیا محمد حسین بٹالوی نے اعلیٰحضرت سے بھی آگے بڑھ کر فیصلہ نہیں دے دیا۔ اعلیٰحضرت نے تو صرف ہندوستان کی بات کی ہے۔ مگر بٹالوی صاحب تو پوری دنیا کی بات کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں کسی بھی علاقہ میں جہاد نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے بڑھ کر وہ جہاد کے فرض اصلی ہونے کا بھی انکار کرتے ہیں۔ اگر اعلیٰحضرت کا مذکورہ بالا فتویٰ انگریز کی حمایت اور ہمدردی بن سکتا ہے تو پھر بٹالوی کا یہ فتویٰ تو بدرجہ اولیٰ انگریز کی حمایت و ہمدردی قرار دیا جانا چاہیئے۔ کیا عطیہ سالم صاحب انصاف کا تقاضا پورا کرتے ہوئے بٹالوی کو بھی انگریز کا ایجنٹ قرار دینگے۔ کیا اخلاقی جرأت ہے کہ کم از کم دونوں کو مساوی قرار دیں۔ باقی تفصیلی جواب اس بات کا کہ اعلیٰحضرت نے جہاد کو حرام قرار دیا یا تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات وغیرہ کا انگریز کی حمایت میں کیا ہے۔ انشاء اللہ "البریلویۃ" کے اعتراضات کے جوابات میں دیا جائیگا۔ اگر یہاں بھی دیا جائے پھر وہاں بھی دیا جائے تو مضمون کے طوالت کا خطرہ ہے۔

④ - عطیہ سالم صاحب لکھتا ہے۔ کہ اس ضمن میں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ جناب

احمد رضا صاحب کا اُستاد مرزا غلام قادر بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔

الجواب: حقیقت واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام قادر نام کے دو شخص تھے۔ ایک وہ جو اعلیٰحضرت عظیم البرکت کے صرف ابتدائی کتابوں کے اُستاذ تھے۔ جو ابتداء میں بریلی شریف میں مقیم رہے بعد میں کلکتہ تشریف لے گئے اور وہیں قیام فرمالیا۔ ملاحظہ ہو۔

("حیاتِ اعلیٰحضرت" از مولانا ظفر الدین بہاری ص۳۲ ج۱)

جبکہ دوسرا شخص جسکا نام مرزا غلام قادر بیگ ہے۔ وہ دنیا نگر کا ایک معزول تھانیدار تھا اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہو گیا تھا اور اسکی عمر ۵۵ سال تھی۔ اور اعلیٰحضرت کے استاذ محترم مرزا غلام قادر بیگ کی عمر کہیں زیادہ تھی۔ یہ تو ۱۸۹۷ء میں بھی زندہ موجود تھے۔ گویا اسی سال کی عمر میں بھی زندہ تھے۔ وہ ۵۵ سال کی عمر میں ۱۳۰۰ھ اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہو چکا تھا۔ جبکہ اعلیٰحضرت کے استاذ اسی سال کی عمر میں ۱۳۱۴ھ اور ۱۸۹۷ء میں بھی حیات تھے۔ وہ قادیان کا ایک معزول تھانیدار تھا جبکہ یہ ایک مولوی اور مدرس تھے۔ اور انہوں نے ۲۱ جمادی الآخر ۱۳۱۴ھ میں ایک استفتاء اعلیٰحضرت کی خدمت میں کلکتہ سے ارسال کیا۔ جسکے جواب میں اعلیٰحضرت نے تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین لکھی۔ یہ استفتاء فتاویٰ رضویہ جلد سوم مطبوعہ مبارک پور انڈیا کے ص۸ پر موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(حیاتِ اعلیٰحضرت مؤلفہ مولانا ظفر الدین بہاری ص۳۲ ج۱)

شعبۂ تاریخ احمدیت ربوہ کی شہادت

شعبۂ تاریخ احمدیت ربوہ سے دوست محمد شاہد صاحب نے پروفیسر محمد مسعود احمد پرنسپل گورنمنٹ کالج (سائنس) ٹھٹھہ کو ایک خط لکھا جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ بڑے بھائی مرزا غلام قادر نے آپکے دعوائے مسیحیت (۱۸۹۱ء) سے آٹھ سال پہلے ۱۸۸۳ء میں انتقال کیا۔۔۔۔ آپ خود یا آپ کے کوئی بھائی بانس بریلی، برائے بریلی یا کلکتہ میں

① ۔ چونکہ امام کے بغیر جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہندوستان میں نہ تو جہاد شرعی ضروری ہے اور نہ ہی یہ جائز ② ۔ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے کسی حصے پر بھی جہاد نہیں ہو سکتا۔ ③ ۔ جہاد اسلام کا فرض اصلی نہیں ہے۔ غور کریں۔ اعلحضرت نے تو محض ایک شرعی حکم بیان کرنے کی غرض سے لکھا تھا۔ جو گذرا ہے۔ نہ تو یہ موقف تھا کہ قوت و طاقت ہونے کی صورت میں بھی جہاد فرض نہیں اور نہ ہی یہ موقف تھا کہ جہاد فرض اصلی نہیں ہے۔ وہ تو صرف یہ فرماتے تھے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے پاس جہاد کی طاقت و قوت نہیں ہے۔ اسلئے ان پر جہاد فرض نہیں ہے۔ مگر ادھر گستاخ رسول نے عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بدنام کرنے کی غرض سے بات کو بدل ڈالا اور فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ (الآیہ) کا مصداق بنا دیا۔ کیا محمد حسین بٹالوی نے اعلحضرت سے بھی آگے بڑھ کر فیصلہ نہیں دے دیا۔ اعلحضرت نے تو صرف ہندوستان کی بات کی ہے۔ مگر بٹالوی صاحب تو پوری دنیا کی بات کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں کسی بھی علاقہ میں جہاد نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے بڑھ کر کہ وہ جہاد کے فرض اصلی ہونے کا بھی انکار کرتے ہیں۔ اگر اعلحضرت کا مذکورہ بالا فتویٰ انگریز کی حمایت اور ہمدردی بن سکتا ہے تو پھر بٹالوی کا یہ فتویٰ تو بدرجہ اولیٰ انگریز کی حمایت و ہمدردی قرار دیا جانا چاہیئے۔ کیا عطیہ سالم صاحب انصاف کا تقاضا پورا کرتے ہوئے بٹالوی کو بھی انگریز کا ایجنٹ قرار دینگے۔ کیا اخلاقی جرأت ہے کہ کم از کم دونوں کو مساوی قرار دیں۔ باقی تفصیلی جواب اس بات کا کہ اعلحضرت نے جہاد کو حرام قرار دیا یا تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات وغیرہ کا انگریز کی حمایت میں کیا ہے۔ انشاء اللہ "البریلویۃ" کے اعتراضات کے جوابات میں دیا جائیگا۔ اگر یہاں بھی دیا جائے پھر وہاں بھی دیا جائے تو مضمون کے طوالت کا خطرہ ہے۔

④ ۔ عطیہ سالم صاحب لکھتا ہے۔ کہ اس ضمن میں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ جناب

احمد رضا صاحب کا اُستاد مرزا غلام قادر بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔

الجواب: حقیقت واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام قادر نام کے دو شخص تھے۔ ایک وہ جو اعلحضرت عظیم البرکت کے صرف ابتدائی کتابوں کے اُستاذ تھے۔ جو ابتداء میں بریلی شریف میں مقیم رہے بعد میں کلکتہ تشریف لے گئے اور وہیں قیام فرمالیا۔ ملاحظہ ہو۔

("حیات اعلحضرت" از مولانا ظفر الدین بہاری ص۳۲ ج۱)

جبکہ دوسرا شخص جسکا نام مرزا غلام قادر بیگ ہے۔ وہ دینا نگر کا ایک معزول تھانیدار تھا اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہو گیا تھا اور اسکی عمر ۵۵ سال تھی۔ اور اعلحضرت کے استاذ محترم مرزا غلام قادر بیگ کی عمر کہیں زیادہ تھی۔ یہ تو ۱۸۹۷ء میں بھی زندہ موجود تھے۔ گویا اسی سال کی عمر میں بھی زندہ تھے۔ وہ ۵۵ سال کی عمر میں ۱۳۰۰ھ اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہو چکا تھا۔ جبکہ اعلحضرت کے اُستاذ اسی سال کی عمر میں ۱۳۱۴ھ اور ۱۸۹۷ء میں بھی حیات تھے۔ وہ قادیان کا ایک معزول تھانیدار تھا جبکہ یہ ایک مولوی اور مدرس تھے۔ اور انہوں نے ۲۱ رجادی الآخر ۱۳۱۴ھ میں ایک استفتاء اعلحضرت کی خدمت میں کلکتہ سے ارسال کیا۔ جسکے جواب میں اعلحضرت نے تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین لکھی۔ یہ استفتاء فتاویٰ رضویہ جلد سوم مطبوعہ مبارکپور انڈیا کے ص۸ پر موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(حیات اعلحضرت مؤلفہ مولانا ظفر الدین بہاری ص۳۲ ج۱)

شعبۂ تاریخ احمدیت ربوہ کی شہادت

شعبۂ تاریخ احمدیت ربوہ سے دوست محمد شاہد صاحب نے پروفیسر محمد مسعود احمد پرنسپل گورنمنٹ کالج (سائنس) ٹھٹھہ کو ایک خط لکھا جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ بڑے بھائی مرزا غلام قادر نے آپکے دعوائے مسیحیت (۱۸۹۱ء) سے آٹھ سال پہلے ۱۸۸۳ء میں انتقال کیا۔ ... آپ خود یا آپ کے کوئی بھائی بالنسب بریلی یا کلکتہ میں

مقیم نہیں رہے۔ ان شواہد سے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوگیا ہے کہ مرزا غلام قادر بیگ جو مرزا قادیانی کا بھائی تھا۔ وہ ہرگز اعلیٰحضرت کا استاذ نہیں تھا۔ یہ بات وہابیہ نجدیہ کی خرافات، بہتانات میں سے ہے۔ اور محض اعلیٰحضرت کو بدنام کرنے کیلئے گھڑی گئی ہے۔

چیلنج فریدی

ہم عطیہ محمد سالم اور پاکستان کے تمام وہابیوں نجدیوں غیر مقلدوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مرد میدان بنیں اور گوجرانوالہ کسی بھی عدالت میں اگر یہ بات ثابت کردیں کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کا استاذ وہ مرزا غلام قادر بیگ تھا۔ جو مرزا قادیانی کا بھائی تھا۔ اور یہ کہ اعلیٰحضرت مرزائیوں کے حامی اور ہمدرد تھے۔ اور یہ کہ انکو انگریزوں سے ہمدردی تھی۔ اور وہ انگریز کے ایجنٹ تھے (العیاذ باللہ تعالےٰ) تو بذریعہ عدالت عطیہ سالم یا ثاقب یا کوئی اور غیر مقلد دس ہزار روپے کا انعام حاصل کرنے کا مجاز ہے۔ یا پھر غیر مقلدین ہمیں چیلنج کریں کہ ہم یہ ثابت کریں۔ عدالت میں کہ غیر مقلدین کے اکابر انگریز کے حامی اور اس کے ایجنٹ تھے۔ اور اس پر انعام رکھیں۔ ہماری طرح دس ہزار کا۔ تو انشاءاللہ تعالےٰ عدالت میں ثابت کریں گے۔ کہ غیر مقلدین کے اکابر انگریز سرکار کے ایجنٹ تھے اور انگریز کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیتے تھے (العیاذ باللہ تعالےٰ)

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

⑩ ۔ انگریز کی طرف سے اس قسم کی تحریکوں کے ساتھ تعاون کرنا بھی بعید از عقل نہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس تحریک کے پیچھے استعمار کا خفیہ ہاتھ تھا غیر منطقی بات نہیں الخ (ترجمہ ثاقب صفحہ ۱۸)

الجواب: اعلیٰحضرت اور علماء اہلسنّت حنفی بریلوی کی مساعی جمیلہ کو انگریز کی حامی تحریک قرار دینا اور اسکے پیچھے استعمار کے خفیہ ہاتھ کی بات کرنا اور اسکو منطقی تسلیم کرنا بعید از عقل قرار نہ دینا خباثت قلبی بغض وعناد اور ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ گزشتہ چیلنج کے بعد ہمیں مزید اس سلسلہ میں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ انشاءاللہ تعالےٰ آئندہ صفحات میں ہم اکابر "دیوبند" اور اکابر "اہلحدیث" کا انگریز کا بھرپور حامی اور کامل و مکمل ایجنٹ ہونا انکی اپنی کتابوں کے حوالہ جات سے ثابت کریں گے۔ خود دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ کون حامی و ایجنٹ تھا؟

⑪ ۔ عطیہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس فرقہ کے پیروکار ایک طرف تو اس قدر افراط سے کام لیتے ہیں کہ ان کا اولیاء کرام اور نیک لوگوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدائی اختیارات کے مالک اور نفع و نقصان پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ دنیا و آخرت کے تمام خزانے انہی کے ہاتھ میں ہیں۔ (ترجمہ ثاقب صفحہ ۱۹)

الجواب:۔ اولاً اس جماعت کو فرقہ قرار دینا ہی جہالت ہے۔ یہ فرقہ نہیں بلکہ جماعت ہے۔ جیسا کہ پہلے بتا چکا ہوں۔ پھر اسکو افراط کا شکار قرار دینا ڈبل جہالت ہے۔ کیونکہ اگر خدائی اختیارات کے مالک کو مرکب اضافی مانا جائے جیسا کہ یہ امر واقعہ ہے۔ تو پھر اضافت' اضافت ظرفی تو یقیناً نہیں ہے۔ پھر اضافت لامی ہوگی یا اضافت منی ہوگی۔ اگر اضافت لامی مانی جائے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ یہ بریلوی حضرات اولیاء اور مقربین بارگاہ خداوندی کے لئے بعینہٖ وہی اختیارات مانتے ہیں۔ جو خدا کے ہیں۔ تو یہ سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ ہمارے اکابر کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے۔ ہمارے اکابر کی کسی کتاب سے اسکو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے کہ خدائی اختیارات مستقل بالذات، قدیم، لافانی، غیر محدود ازلی، ابدی اور غیر متناہی ہیں اور ایسے اختیارات خدا کے غیر کے لئے ماننا شرک خالص و شرک جلی ہے اور کسی مخلوق چاہے وہ کتنی عظیم ہی کیوں نہ ہو اسکی صفات ایسی ہو ہی نہیں سکتیں ہم

اور بڑی جماعت کی پیروی کرو اور جماعت کو لازم پکڑلو۔ من شذ شذ فی النار۔ جو جماعت
سے الگ ہوگا وہ دوزخ میں جائے گا۔ یہ احادیث مبارکہ کے الفاظ ہیں (مشکوٰۃ ص ۳۰/۳۱)
ان کلمات حدیث میں سوائے اہلسنت کی جماعت کے کوئی اور گروہ مراد لیا ہی نہیں جا
سکتا کیونکہ باقی سب تو فرقے اور فرقیاں ہیں۔ جنکی تعبیر جماعت اور السواد اعظم سے کیونکر
ہو سکتی ہے۔ اور اعلحضرت کو اس جماعت کا بانی ظاہر کرنا بھی خبث باطنی کی علامت ہے۔
نہ یہ جماعت نئی ہے اور نہ ہی اعلحضرت اسکے بانی ہیں۔ اس جماعت کے عقائد و نظریات نئے
اور جدید نہیں بلکہ اسکے وہی عقائد و نظریات ہیں جو صحابۂ کرام تابعین و تبع تابعین اولیاء
اُمت و علماء امت و صوفیاء عظام کے ہمیشہ سے چلے آرہے ہیں۔ اور قرآن کریم اور احادیث
نبوی سے ثابت ہیں۔ جیساکہ آئندہ صفحات میں ثابت کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ
جلیل القدر محدثین اور ائمہ دین کے بھی یہی عقائد و نظریات تھے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب پر کفر کے فتویٰ کی حقیقت

⑮ قارئین کرام! عطیہ سالم قاضی مدینہ منورہ لکھتے ہیں۔ کہ
جناب احمد رضا صاحب نے امام ابن تیمیہ اور امام محمد بن عبدالوہاب پر بھی کفر کے فتوے
لگائے ہیں۔ انکا جرم فقط یہ تھا۔ کہ وہ لوگوں کو کتاب و سنت کی اتباع اور بدعات
و خرافات سے اجتناب کی دعوت دیتے تھے۔ اور غیر اللہ کی عبادت جیسے شرک عظیم
سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے۔ اور پوری امت کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پرچم
تلے متحد کرنا چاہتے تھے۔

الجواب:۔ اعلحضرت نے تو امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کے بہتر کفریات
نشان دہی کرنے کے باوجود اسکی تکفیر نہیں کی محض اس وجہ سے کہ وہ اپنے سابقہ عق

سے توبہ کر چکا تھا۔ جیساکہ بعض علاقوں میں توبہ کی خبر مشہور ہو گئی تھی۔ اور یہ بات
فتاویٰ رشیدیہ کے ایک سوال و جواب سے بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱)
اعلحضرت نے لزوم کفر بتایا ہے اور لزوم کفر کفر نہیں ہوتا بلکہ کفر کا التزام کفر ہوتا ہے۔
ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب کی تکفیر نہیں کی بلکہ ان کے بھی کفریہ کلمات کی نشان دہی فرمائی
ہے اور صرف لزوم کفر بتایا ہے۔ التزام کفر کی بات نہیں فرمائی۔ اسلئے عطیہ سالم صاحب
نے اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھا۔ لزوم کفر اور التزام کفر میں بہت بڑا فرق ہے۔ تفصیل آئندہ
آئے گی۔ رہا یہ کہ ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب کتاب و سنت کی اتباع اور بدعات و
خرافات سے اجتناب اور غیر اللہ کی عبادت سے بچنے کی تلقین کرتے تھے۔ تو یہ بھی عطیہ صاحب
کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب نے اپنے غلط عقائد اور نظریات
پھیلا کر جن بدعات قبیحہ کو رواج دیا ہے اور جن کفریات کی تعلیم دی ہے اور امت
مسلمہ کو گستاخ انبیاء و رسل و اولیاء بنایا ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ امت مسلمہ میں
انتشار و افتراق ڈالا ہے۔ جسکی وجہ سے انکے ہم عصر محقق علماء اہلسنت نے انکا تعاقب
کیا اور انکی تردید میں کتابیں لکھیں اور انکے خلاف سخت قسم کے مضامین بھی لکھے
ہیں بلکہ بعض محقق اور جید اکابر علماء کرام نے انکی تکفیر بھی کی ہے۔ جو انکے ہم عصر بھی تھے۔

ابن تیمیہ کے باطل عقائد و تکفیر و سببِ تکفیر

قارئین کرام! ابن تیمیہ کو جن بدعات اور بدعقیدگیوں کی وجہ سے بار بار قید خانہ
میں ڈالا گیا اور تا دم مرگ وہ قید خانہ میں ہی رہے۔ انکا ذکر کرتے ہوئے حافظ
ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ الدرر الکامنہ ص ۱۵۴ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے عقیدہ
حمویہ اور واسطیہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے ہاتھ پیر چہرہ اور پنڈلی کا ذکر
آیا ہے۔ وہ اسکی صفات حقیقیہ ہیں اور اللہ تعالےٰ عرش پر بذاتہ مستوی ہے۔

اس کو کہا گیا کہ تجزاور انقسام لازم آئے گا تو اس نے جواب میں کہا میں نہیں مانتا کہ تجزاور انقسام جسم کے خواص ہیں۔ اسلئے کہا گیا کہ وہ ذات باری کے لئے تجزو انقسام مانتا ہے۔ بعض لوگوں نے اسکو زندیق قرار دیا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ نبی پاک سے مدد نہیں مانگی جا سکتی۔ بعض لوگوں نے کہا ابن تیمیہ منافق تھا کیونکہ حضرت علی کے بارے میں کہتا تھا۔ کہ علی نے تیرہ مقامات پر خطاء کی ہے اور کتاب اللہ کی مخالفت کی ہے۔ ان کی جنگ حکومت کے لئے تھی۔ انہوں نے ہر جگہ شکست کھائی اور بار بار خلافت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہے۔ اس نے کہا عثمان مال سے محبت کرتے تھے اور ابوبکر بوڑھے تھے نہ جانتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں مزید کہا حضرت علی بچپن ہی میں اسلام لائے تھے اور بچپن کا اسلام ایک قوم کے مطابق صحیح نہیں ہے" (ملاحظہ ہو الدرر الکامنہ ص۱۵۵ ج ۱ مطبوعہ بیروت۔

حضرت علی سے بغض منافق کی نشانی ہے جس شخص کے اپنے عقائد و نظریات ایسے غلیظ ہوں۔ اسکو اسلام کی نمائندگی کرنے کا کیا حق ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی مزید لکھتے ہیں کہ شیخ تقی الدین سبکی نے ابن تیمیہ کے رد میں متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ کیونکہ ابن تیمیہ قبر انور کی نیت سے سفر کو حرام قرار دیتا تھا۔ اور ابن حجر عسقلانی نے ابن تیمیہ کے اس نظریہ کو انتہائی مکروہ اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور ملا علی قاری نے اسی وجہ سے ابن تیمیہ کی تکفیر کو صحیح قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو شرح شفاء علی نسیم الریاض ص۵۱۴ ج ۲ مطبوعہ بیروت، الفتاوی الحدیثیہ ص۹۹ - ص۱۷۳)

رہا ادعاء کتاب و سنت کی اتباع کا تو جواباً گذارش ہے کہ امت مسلمہ میں جس قدر گمراہ فرقے اور لوگ پیدا ہوئے۔ وہ سب ہی کتاب و سنت کی اتباع کا دعوی کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو ہی حق پر سمجھتے رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں۔ مرزائی، شیعہ، رافضی، خارجی، چکڑالوی، منکر حدیث ان میں کون ہے۔ جو اپنے آپ کو حق پر نہیں سمجھتا اور کون ہے۔ جو کتاب و سنت کی اتباع

کا مدعی نہیں۔ مگر کیا ان کے ادعاء کو مان لینا چاہیئے۔ ہرگز نہیں۔ حضور کے احسانات میں سے ایک بہت بڑا احسان یہ بھی ہے۔ کہ آپ نے اپنی امت میں ہمدرد و خیر خواہ دین کہ اور مصلح کہلا کر انتشار و افتراق پیدا کرنے والے علماء اور نام نہاد مشائخ کے حربوں اور ہتھکنڈوں کی وضاحت کے ساتھ نشاندہی فرما دی ہے۔ تاکہ اہل اسلام ایسے ضال اور مُضل مذہبی رہنماؤں کے خیالات فاسدہ اور آرائے باطلہ سے محفوظ رہ سکیں چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (مشکوۃ ص۲۸)

(ترجمہ) آپ نے فرمایا۔ آخری زمانہ میں کچھ دھوکہ باز بہت جھوٹے لوگ پیدا ہونگے جو تمہارے سامنے ایسی احادیث بیان کریں گے۔ جو نہ تم نے سنی ہونگی نہ ہی تمہارے باپ دادوں نے سنی ہونگی۔ ان سے اپنے آپ کو بچانا و دور رکھنا کہیں تمکو گمراہ نہ کردیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یرون انفسھم علماء ومشائخ من اھل النصیحۃ والصلاح ثم یدعون الی مذاھبھم الباطلۃ وآرائھم الفاسدۃ

یعنی وہ دجال اور کذاب خود کو علماء اور مشائخ، نصیحت و اصلاح کرنے والے سمجھتے ہونگے پھر لوگوں کو اپنے باطل مذاہب اور اپنے برے خیالات کیطرف بلائیں گے۔ ملاحظہ ہو۔ (لمعات شرح مشکوۃ شریف ص۱۲ ج۱) ۔ پھر بما لم تسمعوا الخ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ المراد بعدم السماع المذکور عدم ثبوتھا فی الدین وکونھا بھتانا وافتراء فیہ۔

یعنی نہ سننے سے مراد ثابت نہ ہونا ہے۔ وہ صرف بہتان و افتراع ہی ہوگا۔ یعنی انکی باتوں کا دین سے کوئی ثبوت نہ ہوگا۔

قارئین کرام! اس حدیث اور اسکی شرح کی عبارت سے واضح ہوگیا ہے کہ امت محمدیہ میں دجال و کذاب قسم کے ملاں اور نام نہاد مشائخ پیدا ہونگے۔ جو ہمدردی اور خیر خواہی اور صلاح اور مصلحین کے لبادہ میں ہونگے اور عوام الناس کو ایسی

حدیثیں (باتیں) سنائیں گے۔ جنکا دین میں کوئی ثبوت نہ ہوگا (مثلاً خدا جھوٹ بول
سکتا ہے، نبی کو اپنے انجام کا بھی علم آخر دم تک حاصل نہ تھا، نبی کو دیوار کے پیچھے کا بھی
علم نہیں ہے۔ نبی نور نہیں ہے۔ نبی کچھ غیب نہیں جانتا تھا، نبی کسی کو کوئی فائدہ نہیں دے
سکتا) جیسا کہ ان نجدیوں وہابیوں کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ مثلاً صراط مستقیم،
تقویۃ الایمان، یکروزہ، تحذیر الناس، جہد المقل، فتاویٰ رشیدیہ، براہین قاطعہ اور
ایسی ہی دوسری کتابوں میں توہین آمیز اور گستاخانہ عبارات والفاظ اور جملے بکثرت موجود ہیں
ایسی تمام باتیں وہابی نجدی اور وہابی کلاہی دیوبندی کرتے ہیں اپنی کتابوں میں بھی
لکھتے ہیں اور پھر مولوی اور شخصیت کے بھی مدعی ہی نہیں بلکہ ٹھیکیدار بن بیٹھے ہیں پھر
احادیث پر عمل کے بھی مدعی ہیں بلکہ ہر جگہ کہتے پھرتے ہیں۔ ہم قرآن و حدیث ہی بیان کرتے
ہیں۔ مگر یہ بریلوی تو حکایات اور قصے سناتے ہیں۔ بجائے حضور نے یاتونکم من
الاحادیث فرمایا ہے۔ "یاتونکم من الحکایات والقصص" نہیں فرمایا۔ اس وجہ
سے یہ حدیث اور شرح کی عبارت ان وہابیہ دیابنہ پر پوری طرح فٹ آتی ہے اور حضور نے
انہی ہی کی نشاندہی فرماکر امت پر احسان فرمایا ہے۔ اور اس امتِ محمدیہ پر اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی کا احسان یہ ہے کہ انہوں نے اس نشاندہی کی روشنی میں ان دجالوں اور
کذابوں اور گستاخوں کی علامات کو پہچان کرائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہابی نجدی اور یہ
دیابنہ آج تک جل رہے ہیں عداوت کی آگ میں اور اعلیٰحضرت کے خلاف شدید ترین پروپیگنڈا
کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ تو اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں مانتا تھا۔ اُسنے فلاں کو
کافر کہا فلاں کو گمراہ کہا۔ فلاں کو بے دین قرار دیا ہے۔ دراصل عداوت، بغض و عناد کی
آگ میں جل رہے ہیں اور کچھ نہیں بن پڑتا تو یوں شور مچاکر اپنے دل کی آگ بجھانا اور
دل کی بھڑاس نکالنے کی ناکام کوشش میں مبتلا ہیں۔ لیکن انکی مراد کبھی پوری نہیں
ہوگی۔ جل پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے۔

اتحاد و اتفاق کی دعوت اور میدان سے فرار

(۱۶) **قارئین کرام!** عطیہ سالم صاحب آخر میں رقمطراز ہیں کہ اس دور
میں بھی اتحاد و اتفاق کی صرف یہ صورت ہے کہ ہم ان تمام عقائد و نظریات کو ترک
کر دیں۔ جو قرآن و سنت کے مخالف ہوں الخ

الجواب:۔ پہلی بات یہ ہے کہ عطیہ صاحب کو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ وہ پاکستان
میں اگر لاہور یا گوجرانوالہ کی کسی عدالت میں ہمارے عقائد و نظریات کو قرآن و سنت
کے مخالف ثابت کریں۔ اور ۲۵۰۰۰ ہزار روپے انعام حاصل کریں یا پھر اسی انعام
کے ساتھ ہمیں چیلنج کریں اور پاکستان کے مذکورہ دو شہروں میں سے کسی کی بھی عدالت
میں ہم ان کے عقائد کو قرآن و سنت کے خلاف ثابت کریں گے۔ بلکہ ان کا کفر ثابت
کریں گے یہ عدالت میں اپنا مسلمان ہونا اپنے عقائد کی روشنی میں ثابت کریں۔

چند سال قبل جب "کنز الایمان" پر سعودیہ عربیہ میں پابندی لگائی گئی تو پیر صاحب
سیالوی کی کوشش سے علامہ پیر کرم شاہ صاحب الازہری نے ایک خط شاہ فہد کو عربی
میں لکھا تھا۔ جس میں شاہ فہد کو دعوت دی گئی تھی کہ تم اپنے ملک کے اکابر علماء
کو اور ہمیں ایک جگہ بٹھا کر گفتگو کراؤ۔ تاکہ حق اور باطل اور دودھ اور پانی کا امتیاز
ہو سکے۔ مگر اُسنے اسکا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ خط اردو میں چھپوا کر پاکستان
میں شائع بھی کیا گیا تھا۔ مگر تاحال کوئی جواب اس چیلنج کا نہیں دیا گیا۔ اُسکے بعد
بھی لندن میں شاہ فہد سے بعض علماء نے اسی سلسلہ میں ملاقات کی تھی۔ مگر وعدہ کے
باوجود تاحال اُس نے کچھ نہیں کیا۔ یہ لوگ اہلسنت کے علماء کا مقابلہ یا ان سے بحث و
مباحثہ اور مناظرہ کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ ان میں یہ ہمت کہاں۔ ہر میدان میں
علماء اہلسنت سے شکست فاش سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔ کبھی بھی انکو کامیابی و

المقدمۃ بجواب المقدمہ

الحمد علی نعمائہ الکاملۃ وآلائہ الشاملۃ والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء محمدن المصطفیٰ وعلی آلہ المجتبیٰ ۔ اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

ظہیر صاحب لکھتے ہیں ۔ کہ دوسرے بہت سے غیر اسلامی فرقوں پر کتب تصنیف کرنے کے بعد میں برصغیر پاک و ہند میں کثیر تعداد میں پائے جانے والے گروہ "بریلویت" پر اپنی یہ تصنیف قارئین کے مطالعہ کے لئے پیش کر رہا ہوں ۔ (البریلویۃ ص۷ اردو ترجمہ ص۲۱ ثاقب)

الجواب :۔ المرء یقیس علی نفسہ ۔ یعنی انسان دوسرے کو اپنے اوپر قیاس کر لیتا ہے ۔ یہاں ظہیر صاحب نے بھی اپنے غیر اسلامی فرقہ قلیلہ پر قیاس کرتے ہوئے باقی فرقوں کو بلا تمیز غیر اسلامی قرار دے دیا ہے یعنی یوں کہئے کہ اپنے شرذمۂ قلیلہ کے سوا باقی سبکو غیر مسلم قرار دیا ہے ۔ اور یہی نظریہ اور عندیہ تھا محمد بن عبدالوہاب نجدی کا وہ بھی اپنے علاوہ سبکو مشرک قرار دیتا تھا ۔ جیسا کہ اسکی کتابوں سے ظاہر ہے ۔ نیز ظہیر صاحب نے اس عبارت میں کم از کم یہ حقیقت بھی تسلیم کر لی ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں بریلوی مسلک کے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں ۔ یعنی یہ مسلک اکثریت میں ہے تو پھر سواد اعظم اور جماعت کا اطلاق انہی پر ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ اکثریت کے ہوتے ہوئے اقلیت پر انکا اطلاق قرین انصاف نہیں ہے ۔ پھر یہ کہ اس کو فرقہ قرار دینا بھی غلط ہے ۔ کیونکہ یہ سواد اعظم کا اور جماعت کا مصداق ہے اور سواد اعظم اور جماعت سے وابستہ ہونا ضروری ہے ۔ اتبعوا السواد الاعظم اور علیکم بالجماعۃ اور ید اللہ علی الجماعۃ کی روشنی میں لہٰذا جو اقلیت میں ہونگے ۔ وہی فرقہ کا مصداق ہونگے

ہیں ۔ جنکا تفصیلی بیان عنقریب عقائد کے بیان میں آئیگا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ یہاں ہم اسقدر بتانا ضروری سمجھتے ہیں ۔ کہ خود دیوبندی اور نجدی وہابی نئے فرقے ہیں اور انکے عقائد و نظریات جدید قسم کے محدثات ہیں ۔ بلکہ بدعات اعتقادیہ ہیں ۔ چنانچہ خود ظہیر صاحب کو مجبوراً یہ حقیقت ماننا پڑی کہ بریلوی جماعت کے افکار اور عقائد پرانے اور قدیم ہیں (نئے نہیں) چنانچہ وہ خود اپنی اسی کتاب "البریلویۃ" ص۷ میں لکھتے ہیں ۔ کہ ۔ انہا جدیدۃ من حیث النشأۃ والاسم ومن فرق شبہ القارۃ من حیث التکوین والہیئۃ ولکنہا قدیمۃ من حیث الافکار

(ترجمہ) یہ جماعت اپنی پیدائش اور نام کے اعتبار سے تو نئی ہے مگر افکار و عقائد کے لحاظ سے قدیم ہے ۔ اس عبارت میں ظہیر صاحب اہلسنت حنفی بریلوی کے نظریات و افکار اور عقائد کا قدیمی اور پرانا ہونا تسلیم کر لیا ہے ۔ ظاہر ہے کہ جب انکے افکار و عقائد قدیمی اور پرانے ہیں تو دیوبندی اور نجدیوں اور وہابیوں کے افکار و عقائد اختلافیہ ایک دوسرے کی ضد ہیں ۔ اور دونوں کے درمیان تناقض ہے اور ضدین کا اجتماع محال ہے اور اجتماع نقیضین بھی محال ہے ۔ اسلئے جب بریلوی افکار و عقائد بقول ظہیر صاحب بھی قدیم چلے آرہے ہیں تو ان کے اپنے افکار و عقائد کا محدثات و بدعات قبیحہ ہونا اظہر من الشمس ہوگیا ۔ وھو المدعیٰ

سچ ہے ۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

الفضل ما شھدت بہ الاعداء

خوبی وہ ہے جسکی گواہی دینے پر دشمن بھی مجبور ہو جائے ۔

نوٹ :۔ قارئین کرام یہاں اس منقولہ عبارت کا ترجمہ عطاء الرحمٰن ثاقب صاحب شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں ۔ مقدمہ کی پوری عبارت کا ترجمہ کہیں نہیں بھی مترجم نے اس عبارت کا ترجمہ نہیں کیا ۔ آخر کیوں ؟ اسلئے کہ وہ بھی جان گئے تھے کہ اس عبارت میں تو ظہیر صاحب نے بریلویوں کے افکار و عقائد کو قدیمی اور

جتنے سلاسل طریقت ہیں۔ دنیا بھر میں یہ سب کے سب بریلوی افکار و عقائد کے حامل ہیں۔ ان کے افکار و عقائد بالکل وہی ہیں۔ جو ان بریلویوں کے ہیں۔ یہ بھی اہلسنت حنفی بریلوی کی صداقت و حقانیت کی دلیل ہے۔ مگر عطاء الرحمٰن ثاقب نے اردو ترجمہ کرتے وقت اس عبارت کا ترجمہ بھی نہیں کیا۔ آخر کیوں ؟ خود سمجھیں ۔

باقی یہ کہنا کہ یہ تمام عقائد وغیرہ ہندو ثقافت اور دوسرے ادیان سے انگریزی استعمار کی وساطت سے پروان چڑھے ہیں۔ تو اس کا دندان شکن جواب باب دوم میں عقائد کے جواب میں مدلل اور باحوالہ دیا جائیگا۔ یہاں جواب لکھنے سے کتاب طویل ہو جائے گی جس سے اجتناب ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ صرف اتنا کہوں گا کہ ظہیر صاحب کا بریلوی افکار و عقائد کو "البریلویۃ" کے ص۸ پر قدیمی اور پرانے ماننا اور ثناء اللہ امرتسری کا اپنے زمانے میں یہ کہنا کہ آج سے اسی سال قبل کے مسلمان بھی بریلوی افکار و عقائد کے حامل تھے۔ (ملخصاً جیسا کہ شمع توحید کے ص۴۰ پر یہ صراحت موجود ہے) اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ ظہیر صاحب جھوٹ بول رہے ہیں اور یہ ان کا سفید جھوٹ ہے۔ باقی انگریزی استعمار کی بات کرتے ہوئے ان کو شرم آنی چاہیئے۔ غیر مقلدین تو خود ہمیشہ انگریز کے ایجنٹ رہے ہیں اور انکے اکابر نے ہمیشہ انگریزوں کی چاپلوسی میں زندگی گذاری — انکے اکابر نے اپنا نام "اہلحدیث" الاٹ ہی انگریزوں سے کرایا ہے۔ جسکا باحوالہ ثبوت آئندہ صفحات میں آرہا ہے۔ ہمارا ان غیر مقلد وہابیوں نجدیوں نام نہاد اہل حدیثوں کو

زوردار چیلنج

ہے۔ کہ وہ پاکستان کے کسی بھی میدان میں یا کسی بھی عدالت میں آکر اعلیٰحضرت

فاضل بریلوی اور انکے رفقاء کا انگریز کا ایجنٹ ہونا یا انکا حامی ہونا ثابت کریں یا پھر ہم انکا انگریز کا ایجنٹ ہونا اور انگریز کے چاپلوس و حامی اور انگریز کا وفادار ہونا انکے اپنے اکابر کی کتابوں اور انکی عبارتوں سے ثابت کرتے ہیں۔ کیا یہ چیلنج نام نہاد اہلحدیثوں وہابیوں کو منظور ہے۔ اگر ہے تو ہمارے ساتھ رابطہ کریں۔ ہم سے چیلنج کی تحریر لیں اور چیلنج کو منظور کرنے کی تحریر ہمیں دیں۔ پھر تاریخ اور جگہ یا عدالت کا تعین فریقین باہم مشورہ سے کریں اور وقت کا تعین بھی کریں۔ آؤ میدان میں آؤ۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ظہیر صاحب البریلویۃ کے ص۸ پر اور مترجم ثاقب صاحب ص۲۱-۲۲ پر رقمطراز ہیں۔ کہ اسلام جد و جہد کا درس دیتا ہے۔ مگر بریلوی افکار و تعلیمات نے اسلام کو رسم و رواج کا مجموعہ بنا دیا ہے۔ نماز روزے کی طرف دعوت کی بجائے ان کے مذہب میں عرس و قوالی، پیر پرستی اور نذر و نیاز دے کر گناہوں کی بخشش وغیرہ جیسے عقائد کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

الجواب :۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ نعوذ باللہ تعالےٰ۔ جن لوگوں کا ذاتِ باری تعالےٰ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ تو وہ خود کیونکر جھوٹ سے پرہیز کریں گے۔ ان گستاخانِ شانِ الوہیت اور گستاخانِ شانِ رسالت و ولایت سے کوئی پوچھے۔ کہ کیا بریلوی مسلک کی مساجد میں پنجگانہ اذان اور نماز اور رمضان کی تراویح و سماعت قرآن کا اہتمام نہیں ہوتا۔ کیا یہ لوگ اپنی مساجد میں امام و خطیب کا اہتمام نہیں کرتے۔ اگر یہ جواب نفی میں ہے تو پھر سوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھنے کے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اور اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر بھی ظہیر و ثاقب کا جھوٹ اظہر من الشمس ہوگیا۔ وھو المطلوب۔

شرعاً جائز ہے۔" تفسیر احمدی" وغیرہ کے حوالوں سے لکھا ہے۔

ظہیر صاحب ص۹ اور ثاقب مترجم ترجمہ کے ص۲۲-۲۳ میں لکھتے ہیں۔

"میں بریلویت پر قلم نہیں اٹھانا چاہتا تھا کیونکہ یہ جہالت کی پیداوار ہے۔ اور یہ لوگ جب متحد ہوکر مشرکانہ امور اور بدعات میں سختی سے مشغول ہوئے اور ان کو پھیلانے لگے، اور اہلِ توحید و اہلِ کتاب و سنت کو طعن و تشنیع کرنے میں مصروف ہوگئے تو پھر میں نے قلم اٹھایا تاکہ حق کی حمایت کی جا سکے" وغیرہ وغیرہ (ملخصاً)

الجواب :۔ حبِ رسول کو دلوں میں رکھنے والوں کو جہالت کی پیداوار قرار دینا شیطانی ٹولے کا ہی کام ہے۔ کوئی اور ایسا نہیں کر سکتا۔ عاشقانِ رسول کو مشرک یا انکے عقائد کو مشرکانہ یا شرکیہ کہنا بھی ان نجدیوں وہابیوں کو شیطانِ لعین سے ورثے میں ملا ہے۔ ان کا کوئی قصور نہیں۔ شیطان بھی بزعمِ خویش بڑا موحد بنتا تھا۔ تو اسکی معنوی ذریت اس خیال سے کیونکر عاری ہو سکتی ہے۔ یہی ان کا نصیب اور مقسوم ہے۔

ع پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔ کیئے جاؤ میخوارو کام اپنا اپنا

ظہیر صاحب "البریلویت" کے ص۹ پر اور ثاقب صاحب ص۲۲-۲۳ پر لکھتے ہیں۔ کہ "بریلوی حضرات نے ہر اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جو ان کے افسانوی قصے کہانیوں پر ایمان نہیں رکھتا اور انکی بدعات کو اسلام کا حصہ نہیں سمجھتا۔"

الجواب :۔ علماءِ اہلسنت حنفی بریلوی نے نہ تو کسی مسلمان کو کافر کہا ہے اور نہ وہ اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اُنہوں نے جنکی تکفیر فرمائی ہے وہ صرف انکی فرمائی ہے جو شانِ الوہیت اور شانِ رسالت و ولایت کے سچ مچ گستاخ ہیں۔ انہوں نے جن اکابرِ دیوبند وغیرہ کی عبارات کو کفریہ قرار دیا ہے بعینہٖ ان عبارات کو خود علماءِ دیوبند بھی کفریہ قرار دے چکے تھے۔ جب ان کتابوں اور ان کے مصنفین کے نام لئے بغیر یہی عبارات دیوبند میں بھیجکر حکم طلب کیا گیا تو علماءِ دیوبند نے بھی ان عبارات کو کفریہ اور انکے لکھنے

والوں اور انکے قائلین کو کافر قرار دیا ہے۔ مگر جب کتابوں اور مصنفین کے نام سامنے آئے تو پھر چپ سادھ لی صرف چپ ہی نہیں بلکہ حمایت شروع کردی اور "اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله" کی عملی تفسیر بن گئے۔ مرتضیٰ حسن نے تو "اشد العذاب" میں تھانوی کا یہ قول بھی نقل کر دیا کہ اگر احمد رضا مجھے کافر نہ کہتا تو وہ خود کافر ہو جاتا۔ ملاحظہ ہو ص۱۳۔ **لهذا** ثابت ہوتا ہے کہ ظہیر و ثاقب کا یہ قول کالبول باطل و مردود اور سفید جھوٹ ہے۔ فلعنة الله على الكاذبين۔

ظہیر صاحب اور ثاقب صاحب بالترتیب ص۹ اور ص۲۳-۲۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے ملک کے عوام بے خبر تھے۔ اصل حقیقت سے اسلئے حقیقی معنوں میں اسلامی عقائد کے حامل اور عہدِ نبوی سے وابستہ اسلام پر ایمان رکھنے والوں کو گستاخ سمجھتے رہے۔ بریلویوں کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ انکی کتابوں میں ہماری معلومات سے کہیں زیادہ غیر اسلامی عقائد موجود ہیں۔ شرک و بدعت کی ایسی اقسام انکی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ جو دورِ جاہلیت کے مشرکین میں بھی موجود نہیں تھیں جو لوگ اتحاد و اتفاق کی دعوت دیتے ہیں۔ انہیں بہ تحقیق سمجھ لینا چاہیئے کہ عقائد و نظریات کے ایک ہوئے بغیر اتحاد عبث ہے اور یہ کتاب شرک و بدعت کے خاتمہ اور توحید و سنت کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کرے گی (ملخصاً)

الجواب :۔ نہیں بلکہ عوام گستاخوں کو ہی گستاخ سمجھتے رہے ہیں۔ اور الحمد للہ آج بھی سمجھ رہے ہیں۔ عوام کی بھاری اکثریت آج بھی بزرگانِ دین کے ماننے والوں کی ہے۔ میلاد منانے والے عرس منانے والے گیارہویں شریف دینے والے یارسول اللہ کہنے والے یا غوث اعظم کہنے والے آج بھی عظیم اکثریت کے حامل ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

نہ وہابی نجدی حقیقی معنوں میں اسلامی عقائد کے حامل ہیں اور نہ ہی عہدِ نبوی سے وابستہ اسلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ انکی اصل کتب حدیث پر نظر رکھنے والوں سے مخفی

نہیں ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ذوالخویصرہ جیسا گستاخ جو رسول کریم سے کہتا ہے۔ اعدل یا محمد۔ اے محمد انصاف کر۔ سے وابستہ ہے (ابن ماجہ ص۱۶) اور یہ لوگ درحقیقت اسی گستاخ کی ذریت معنوی ہیں جسکو قتل کرنے کے لئے فاروق اعظم نے حضور علیہ السلام سے اجازت طلب کی تھی۔ مگر حضور نے منع کر دیا تھا اور فرمایا تھا "تم اسکو قتل نہیں کر سکتے۔ آخری زمانے میں اسکی اولاد ہوگی۔ جو تم سے بظاہر زیادہ نمازی پابند صوم صلوٰۃ ہونگے تم اپنی نمازوں اور روزوں کو انکی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں حقیر جانوگے۔ یعنی وہ بظاہر زیادہ پابند صوم وصلوٰۃ نظر آئیں گے۔ قرآن پڑھیں گے حلق سے نیچے نہیں ہوگا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔ یعنی نمازی روزے دار قاریٔ قرآن ہو کر بھی بے دین ہونگے" ملاحظہ ہو ابن ماجہ ص۱۹ تعصب اور ضد کی پٹی اتار کر دیکھیں تو خود معلوم ہو جائیگا کہ کس کے عقائد غیر اسلامی ہیں اور کون بدعقیدہ ہے۔ جن جہلاءِ زمانہ کو آج تک شرک اور بدعت کا معنیٰ سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ توحید کے مفہوم کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ یہ تو آج بھی شرک کی صحیح تعریف پیش نہیں کر سکتے۔ باقی رہا مسئلہ اتحاد کا تو ظہیر صاحب اور ثاقب صاحب ہی بتائیں کہ آپکی مراد اتحاد کلی ہے یا جزوی ہے۔ اگر مراد اتحاد کلی ہے تو اس اتحاد کلی کے لئے آپ کو کس نے دعوت دی ہے۔ اس جماعت وگروہ کا نام بتائیں۔ اگر مراد اتحاد جزوی ہے تو یہ اتحاد تو گذشتہ ادوار میں ہوتا رہا ہے۔ مرزائیوں کے خلاف ہوا تھا۔ یعنی ختم نبوۃ کی تحریک کے موقع پر پھر تحریک نظام مصطفےٰ میں بھی ہوا تھا۔ سب اکٹھے تھے۔ البتہ یہ ٹھیک ہے کہ اس اتحاد کے موقع پر ظہیر صاحب ذوالفقار علی بھٹو کے لئے جاسوسی کرتے رہے ہیں۔ اور اتحاد کی میٹنگوں کی تمام کاروائی کی رپورٹ بھٹو کو دیکر رقم کھری کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ یہ ہم نہیں کہتے بلکہ خود ایک اہل حدیث عالم مدینہ یونیورسٹی کا سند یافتہ عالم حافظ عبدالرحمٰن صاحب مدنی اپنے چیلنج

مباہلہ میں لکھتے ہیں کہ۔ کیا ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف قومی اتحاد کی تحریک میں اس شخص نے قومی اتحاد کی جاسوسی کے عوض بھٹو حکومت سے لاکھوں روپے بطور رشوت یا برائے نام قیمت پر پلاٹ اور کاروں کے پرمٹ حاصل نہ کئے تھے۔ بحوالہ "اندھیرے سے اجالا تک" ص۳۴ اور بحوالہ "ہفت روزہ اہل حدیث لاہور شمارہ ۳۰ اگست ۱۹۸۴ء ص۵ تا ص۷"۔ عنوان ہے۔ احسان الٰہی ظہیر کے لئے چیلنج مباہلہ ظہیر صاحب کا کوئی عقیدت مند کیا بتا سکتا ہے کہ جب عقائد کے ایک ہوئے بغیر اتحاد نہیں ہو سکتا تو ختم نبوۃ اور تحریک نظام مصطفےٰ کے موقعہ پر اتحاد کیسے ہو گیا تھا۔ پھر یہ کہ کیا اس سے بڑی منافقت بھی ہو سکتی ہے کہ اتحاد کے جلسوں میں تو بڑے جوش و خروش اور زوردار انداز میں بھٹو کے خلاف تقریریں کریں اور اندر کھاتے انہی سے لاکھوں روپے یا پلاٹ وغیرہ لیکر قومی اتحاد کی جاسوسی بھی کریں۔ فلعنۃ اللہ علی المنافقین۔

ؔ نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ظہیر صاحب ص۱۲ اور ثاقب صاحب ترجمہ کے ص۲۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ مجھے خوشی ہے کہ میں مقدمے کی یہ سطور آدھی رات کے وقت مسجد نبوی میں بیٹھ کر تحریر کر رہا ہوں۔ الخ

الجواب:۔ مسجد نبوی شریف میں کوئی اچھا کام کرنا تو کار ثواب ہے۔ مگر مسجد نبوی میں بیٹھ کر کوئی بدبخت جھوٹ بولنا یا جھوٹ لکھنا شروع کر دے تو کیا وہ بھی کار ثواب ہو جائیگا۔ ہرگز نہیں۔ مقدمہ میں جو خرافات ظہیر صاحب نے لکھی ہیں اور جو کذب بیانی کی ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اس کذب بیانی اور ان خرافات و بکواسات کو تحریری شکل دینا مسجد نبوی میں بیٹھ کر وہ بھی آدھی رات کو یہ کسی ابلیس ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ ایسا کر کے ظہیر صاحب نے زین لہم الشیطان اعمالہم کی عملی تفسیر پیش کی ہے۔ جو انہی کا حصہ ہو سکتا تھا۔

ان دو حوالوں کی عبارات سے ظہیر صاحب کا شدید الکذب یا کذاب ہونا ثابت ہوگیا
پھر رد لکھنے والے نے اپنی کتاب کا جو نام رکھا ہے۔ اس میں بھی ایک لفظ نہیں جسکا م
ہو۔ شدید السواد یا نہایت سیاہ یا انتہائی سیاہ چہرے کے سیاہ ہونے کا طعنہ
والے نے ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا۔ کتاب کے نام میں جسکا معنی وہ ہو جسکا ذ
ظہیر صاحب نے کیا ہے۔ باقی بھتیجے کی جو عبارت نقل کی گئی ہے۔ اس میں بھی ایک
موجود نہیں جسکا معنی ہو شدید سیاہ، نہایت سیاہ یا انتہائی سیاہ بلکہ سیاہ کا ذ
نہیں ہے صرف یہ ہے کہ رنگت بدل گئی۔ پہلے والی آب و تاب نہیں رہی مسلسل
ہائے شاقہ کی وجہ سے۔ پھر کیا واقعی رنگ کا سیاہ ہونا طعنہ زنی کی وجہ شرعاً بن
ہے۔ اگر بن سکتا ہے تو دلیل لانا ہوگی۔ پھر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے متعل
کہیں گے۔ اگر نہیں بن سکتا تو پھر طعنہ زنی کرنے والوں کا یہ فعل خلاف شرع
کیا آپ اس خلاف شرع فعل کو حجت بنا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

اعتراض:۔ ثاقب صاحب ترجمہ کے صفحہ ۲۷ پر حاشیہ میں گذشتہ حوالوں کا جو
ہوتے لکھتے ہیں۔ کہ (۱) بریلوی حضرات کو ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مصنف
یہاں حلیہ بیان کیا ہے۔ اور حلیہ بیان کرتے وقت کالی رنگت کا ذکر معیوب نہیں۔
(۲) یہ کہ جواب میں جن لوگوں کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ اعلیٰحضرت کا رنگ
بلکہ سفید تھا۔ ان میں سے اب کوئی بھی موجود نہیں۔ یہ خود ساختہ دلائل ہیں۔
(۳) آج بھی احمد رضا صاحب کی ساری اولاد کا رنگ سیاہ ہے۔ الخ

الجواب:۔ قارئین کرام اعتراض اس بات پر نہیں کہ انہوں نے حلیہ بیان ک
سیاہ رنگ کا ذکر کیوں کیا ہے۔ ہمارا اعتراض تو یہ تھا۔ یعنی شرف قادری صاحب
جواب دھندگان کے جواب کا خلاصہ یہ تھا کہ ظہیر صاحب نے شدید سیاہ نہایت
انتہائی سیاہ رنگ کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر جو عبارات نقل کی ہیں۔ ان سے شدید سیا

ہونا ہرگز ثابت نہیں ہے۔ یہ ظہیر صاحب کا جھوٹ ہے۔ اسکا جواب ثاقب صاحب ترجمہ کے حاشیہ میں بھی نہیں دے سکے اور انشاء اللہ قیامت تک بھی نہیں دے سکیں گے۔ پھر کالی رنگت کا ذکر تو معیوب نہیں۔ لیکن اگر اس کالی رنگت کا ذکر غلط انداز میں کیا جائے یا غلط نیت سے کیا جائے تو پھر یہ یقیناً قابل اعتراض اور معیوب ہے۔ اور مترجم ثاقب صاحب کا ترجمہ کے حاشیہ میں یہ کہنا جنکے حوالوں سے رنگت کا سیاہ نہ ہونا اور سفید ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ اسلئے یہ دلائل خود ساختہ ہیں تو جواباً گذارش ہے۔ کہ اس جواب کا ملخص یہ ہوا کہ جو لوگ انتقال کر جائیں۔ فوت ہو جائیں یا وصال کر جائیں۔ انکے حوالے قابل استدلال نہیں۔ ایسے حوالوں کو خود ساختہ تصور کیا جائیگا تو پھر احادیث مبارکہ اقوال و افعال صحابہ و مفسرین اور محدثین کے اقوال یہ سب کے سب اس اصول کے پیش نظر قابل استرداد قرار پائیں گے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سمیت سب حضرات اس دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں کیا۔ اسی بنیاد پر احادیث اور اقوال و افعال صحابہ و اقوال مفسرین و محدثین کو خود ساختہ قرار دے دیں گے۔ (العیاذ باللہ تعالےٰ من ہذہ الخرافات)۔ اور یہ کہنا کہ آج بھی احمد رضا صاحب کی ساری اولاد کا رنگ سیاہ ہے۔ تو یہ بھی خلاف واقعہ ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں اعلیٰحضرت کی اولاد کرام سے مولانا علامہ اختر رضا خاں صاحب متعدد بار یہاں پاکستان آچکے ہیں۔ ہزاروں لوگوں نے انکی زیارت کی ہے۔ میں نے متعدد افراد سے سنا ہے کہ انکا رنگ بڑا سفید ہے۔ یہ مشاہدہ ہے ہزاروں حضرات کا اور یہ چیز ظہیر صاحب اور ثاقب صاحب کی کذب بیانی کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

بینائی پر اعتراض

ظہیر صاحب صفحہ ۱۴ پر اور ثاقب صاحب صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں۔ کہ آپ کمر کی درد کا شکار رہتے تھے۔ اور سر درد اور بخار کی شکایت بھی عموماً رہتی تھی۔ اور انکی آنکھ میں نقص تھا۔ تکلیف

رہتی۔ وہ پانی اترنے سے بے نور ہو گئی تھی وغیرہ وغیرہ۔

الجواب:۔ التحقیق۔ کمر کا درد یا سر درد یا بخار کی شکایت کسی انسان کا ذاتی کمزوریاں نہیں نہ ذاتی نقائص ہیں۔ یہ طبعی امراض ہیں۔ انکی بنیاد پر کسی کو طعنہ زنی کرنا عقلمندی نہیں ہے۔ بلکہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیماریاں مسلمان کے لئے کفارۂ سئیات اور بلندیٔ درجات کا ذریعہ بھی ہوتی ہیں۔ گنہگاروں کے گناہوں کا کفارہ اور نیکوں کے لئے بلندیٔ درجات کا سبب بنتی ہیں۔ ملاحظہ ہو حدیث۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایک حدیث کے ضمن میں حضور علیہ السلام کا ارشاد مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ما من مسلم یصیبہ اذیً من مرض فما سواہ الا حط اللہ تعالٰی بہ سیئاتہ کما تحط الشجرۃ ورقہا (متفق علیہ)۔

یعنی جس بھی مسلمان کو کوئی بیماری ہے یا کوئی اور تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالٰی اسکے بدلے اسکے گناہ معاف کرتا ہے۔ جیسے درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۵)

اور سر درد بھی یقیناً مرض ہے۔ رہی آنکھ کی بینائی کی بات تو یہ بھی ظہیر صاحب کی جہالت اور خبث باطنی کی علامت ہے۔ محض حلیہ کو بیان کرتے وقت آنکھ کی حالت کا تذکرہ معیوب اور برا نہیں مگر انداز بیان اگر بری نیت اور برے ارادے کی غمازی کرتا ہو تو پھر اس تذکرے کا برا اور معیوب ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ آپ کی آنکھ بے نور ہو گئی تھی۔ بالکل جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے۔ خود اعلٰحضرت فرماتے ہیں۔ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد تھا۔ کہ طبیبوں کے کہنے سے متزلزل ہوتا۔ الحمد للہ۔ کہ بیس۲۰ سال درکنار تیس۳۰ برس سے زائد گذر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر بھی نہیں بڑھا۔ نہ بعونہ تعالٰی بڑھے۔ نہ میں نے کتاب بینی میں کمی کی۔ نہ انشاء اللہ کمی کروں۔ ملاحظہ ہو ملفوظات ص۳ ، اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کی آنکھ بے نور نہیں ہوئی تھی۔ مگر خبث باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے منکر شان رسالت نے بے نور

قرار دے دیا۔ پھر ظہیر صاحب کا یہ لکھنا کہ وکان یشتکی دائماً وجع الظہر ام اور مترجم ثاقب لکھتا ہے۔ انہیں ہمیشہ شدید درد سر اور بخار رہتا تھا۔ ظہیر صاحب کا دائما کی قید لگانا اور یونہی شدید کی قید لگانا کہاں سے آگیا ہے۔ کیا کسی کتاب سے ہمیشہ اور شدید کے الفاظ کا ثبوت دکھا سکتے ہیں۔ انشاء اللہ قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔ یہ بد دیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟ ورنہ ملفوظات میں تو صرف اسقدر لکھا ہے کہ الحمد للہ کہ مجھے اکثر حرارت، ودرد سر رہتا ہے۔ (ملفوظات ص۶۴)

الزامی جواب:۔ یہ ہے کہ آنکھوں کی بینائی کو وجہ طعن بنانا اگر درست ہے تو پھر کیا حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اور حضرت عبداللہ بن عباس اور بعض دیگر صحابۂ کرام جو زندگی میں ہی نابینا ہو گئے تھے۔ انکے متعلق کیا خیال ہے۔ پھر مدینہ یونیورسٹی کا وائس چانسلر عبدالعزیز بن باز اور ریاض ہائی کورٹ کے چیف جج محمد ابراہیم وغیرہ کے متعلق کیا خیال ہے۔ کیا اس وجہ سے انکے علم وفضل کا اگر انکار کیا جائے۔ یا اسی وجہ سے طعنہ زنی کی جائے تو یہ درست ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ فما هو جوابکم فهو جوابنا

یہاں ثاقب صاحب کا ترجمہ کے حاشیہ میں جواب دیتے ہوئے یہ کہنا کہ جناب قادری صاحب نے یہ عبارت ملفوظات سے ذکر کی ہے لیکن علمی بد دیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے مکمل عبارت تحریر کرنے کی بجائے عبارت کا اگلا حصہ حذف کر گئے ہیں۔ اسکے متصل بعد ملفوظات میں لکھا ہے کہ "دائیں آنکھ کے نیچے شی کا جتنا حصہ ہوتا ہے۔ (یعنی جس چیز کو دائیں آنکھ سے دیکھتے) وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا۔" اس عبارت کو چھوڑنے کا مطلب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ قادری صاحب اپنے اعلٰحضرت کی آنکھ کے نقص کو چھپانا چاہتے ہیں۔ الخ۔ بے سود ہے۔ کیونکہ اس عبارت سے بھی آنکھ کا بے نور ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ بینائی کا کمزور ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر کمزوری کو بے نور قرار دینا کہاں کی دیانت اور کہاں کا انصاف ہے۔ اس لئے یہ جواب ثاقب صاحب کا بے جا ہے۔ جو در حقیقت جواب نہیں ہے۔

رہتی۔ وہ پانی اترنے سے بے نور ہو گئی تھی وغیرہ وغیرہ۔

الجواب: التحقیق۔ کمر کا درد یا سر درد یا بخار کی شکایات کسی انسان کا ذاتی کمزوریاں نہیں نہ ذاتی نقائص ہیں۔ یہ طبعی امراض ہیں۔ انکی بنیاد پر کسی کو طعنہ زنی کرنا عقلمندی نہیں ہے۔ بلکہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیماریاں مسلمان کے لئے کفارۂ سیئات اور بلندیٔ درجات کا ذریعہ بھی ہوتی ہیں۔ گنہگاروں کے گناہوں کا کفارہ اور نیکوں کے لئے بلندیٔ درجات کا سبب بنتی ہیں۔ ملاحظہ ہو حدیث۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایک حدیث کے ضمن میں حضور علیہ السلام کا ارشاد مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ مامن مسلم یصیبہ اذًی من مرض فما سواہ الا حط اللہ تعالٰی بہ سیئاتہ کما تحط الشجرۃ ورقھا (متفق علیہ)۔

یعنی جس بھی مسلمان کو کوئی بیماری ہے یا کوئی اور تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالٰی اسکے بدلے اسکے گناہ معاف کرتا ہے۔ جیسے درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۵)

اور سر درد بھی یقیناً مرض ہے۔ رہی آنکھ کی بینائی کی بات تو یہ بھی ظہیر صاحب کی جہالت اور خبث باطنی کی علامت ہے۔ محض حلیہ کو بیان کرتے وقت آنکھ کی حالت کا تذکرہ معیوب اور برا نہیں مگر انداز بیان اگر بری نیت اور برے ارادے کی غمازی کرتا ہو تو پھر اس تذکرے کا برا اور معیوب ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ آپ کی آنکھ بے نور ہو گئی تھی۔ بالکل جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے۔ خود اعلحضرت فرماتے ہیں۔ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد تھا۔ کہ طبیبوں کے کہنے سے متزلزل ہوتا۔ الحمد للہ۔ کہ بیس سال درکنار تیئس برس سے زائد گذر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر بھی نہیں بڑھا۔ نہ نعوذ تعالٰے بڑھے۔ نہ میں نے کتاب بینی میں کمی کی، انشاء اللہ کمی کروں۔ ملاحظہ ہو (ملفوظات صفحہ ۳)، اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کی آنکھ بے نور نہیں ہوئی تھی۔ مگر خبث باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے منکر شان رسالت نے بے نور

قرار دے دیا۔ پھر ظہیر صاحب کا یہ لکھنا کہ وکان یشتکی دائماً وجع للظہر ام اور مترجم ثاقب لکھتا ہے۔ انہیں ہمیشہ شدید درد سر اور بخار رہتا تھا۔ ظہیر صاحب کا دائما کی قید لگانا اور یونہی شدید کی قید لگانا کہاں سے آگیا ہے کیا کسی کتاب سے ہمیشہ اور شدید کے الفاظ کا ثبوت دکھا سکتے ہیں۔ انشاء اللہ قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔ یہ بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟ ورنہ ملفوظات میں تو صرف اسقدر لکھا ہے کہ الحمد للہ اگر مجھے اکثر حرارت، ودرد سر رہتا ہے (ملفوظات صفحہ ۶۴)

الزامی جواب: یہ ہے کہ آنکھوں کی بینائی کو وجہ طعن بنانا اگر درست ہے تو پھر کیا حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اور حضرت عبداللہ بن عباس اور بعض دیگر صحابۂ کرام جو زندگی میں ہی نابینا ہو گئے تھے۔ انکے متعلق کیا خیال ہے۔ پھر مدینہ یونیورسٹی کا وائس چانسلر عبدالعزیز بن باز اور ریاض ہائی کورٹ کے چیف جج محمد ابراہیم وغیرہ کے متعلق کیا خیال ہے۔ کیا اس وجہ سے انکے علم و فضل کا انکار کیا جائے۔ یا اسی وجہ سے طعنہ زنی کی جائے تو یہ درست ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ یہاں ثاقب صاحب کا ترجمہ کے حاشیہ میں جواب دیتے ہوئے یہ کہنا کہ جناب قادری صاحب نے یہ عبارت ملفوظات سے ذکر کی ہے لیکن علمی بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے مکمل عبارت تحریر کرنے کی بجائے عبارت کا اگلا حصہ حذف کر گئے ہیں۔ اسکے متصل بعد ملفوظات میں لکھا ہے کہ "دائیں آنکھ کے نیچے شی کا جتنا حصہ ہوتا ہے۔ (یعنی جس چیز کو دائیں آنکھ سے دیکھتے) وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا۔" اس عبارت کو چھوڑنے کا مطلب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ قادری صاحب اپنے اعلحضرت کی آنکھ کے نقص کو چھپانا چاہتے ہیں۔ الخ۔ بے سود ہے کیونکہ اس عبارت سے بھی آنکھ کا بے نور ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ بینائی کا کمزور ہونا ثابت ہوتا ہے مگر کمزوری کو بے نور قرار دینا کہاں کی دیانت اور کہاں کا انصاف ہے۔ اسلئے یہ جواب ثاقب صاحب کا بے جا ہے۔ جو درحقیقت جواب نہیں ہے۔

ظہیر صاحب ص ۱۴-۱۵ پر اور مترجم صاحب ص ۳۰ پر لکھتے ہیں۔ کہ

جناب بریلوی نسیان میں مبتلا تھے۔ انکی یادداشت کمزور تھی۔ ایک بار عینک ماتھے پر رکھ کر بھول گئے اور تلاش شروع کردی وغیرہ وغیرہ (ملخصاً)

الجواب:- نسیان اور سہو اور خطا ولغزش ایسے امور ہیں۔ جن سے انبیاء کرام علیہم السلام بھی محفوظ نہیں رہے (البتہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں) کتب حدیث بخاری وغیرہ میں موجود ہے کہ ایک بار حضور علیہ السلام عصر کی نماز چار رکعت کی نیت سے شروع کی۔ مگر دو پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ حضرت ذوالیدین نے عرض کیا۔ اقصرت الصلاۃ ام نسیت یا رسول اللہ الخ ایسی ہی بعض اور روایات موجود ہیں۔ جن سے حضور علیہ السلام کا نسیان ثابت ہے۔ بلکہ ایک حدیث تو یہاں تک موجود ہے۔ کہ آپ صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے۔ مسجد میں اور جماعت کرانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر جلدی جلدی میں گھر چلے گئے۔ واپس آئے تو پانی کے قطرات سر اقدس سے ٹپک رہے تھے۔ دریافت کرنے پر فرمایا۔ میں نے غسل کرنا تھا۔ جو مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ اس لئے جا کر غسل کیا ہے۔ اب ظہیر صاحب اور ثاقب صاحب بتائیں کہ کیا۔ یہاں نسیان ثابت نہیں۔ یقیناً ثابت ہے۔ پھر کیا اسکو وجہ طعن بنایا جا سکتا ہے۔ ہر گز نہیں۔ پھر یہ نسیان تو قرآن سے ثابت ہے۔ سنقرئک فلا تنسیٰ الا ما شاء اللہ عنقریب ہم آپ کو پڑھائیں گے۔ پس آپ نہیں بھولیں گے۔ مگر جو اللہ نے چاہا۔ الا ما شاء اللہ کی استثناء سے بھی نسیان ثابت ہے یعنی امکان نسیان ثابت ہے۔ بہرحال امکان اور وقوع دونوں ثابت ہیں۔ انکار ممکن نہیں ہے۔ تمہارے طور پر تو چاہیے کہ امام الانبیاء علیہم السلام کے علم وفضل کا بھی انکار کر دیا جائے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

(نوٹ) ہمارے نزدیک پیغمبر علیہ السلام بھولتا نہیں۔ بلکہ بھلائے جاتے ہیں۔ مگر عام جانے کو بھولنا لازم ہے۔ پھر پیغمبر علیہ السلام کی بھول متعدد حکمتوں و مصلحتوں پر مبنی

ہوتی ہے۔ انکی بھول اور عام انسان کی بھول میں بڑا فرق ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے۔ کہ حضور نے فرمایا۔ میں بھولتا نہیں۔ بھلایا جاتا ہوں۔ تاکہ میری سنت پر عمل کیا جائے۔ (موطا امام مالک ص ۸۴) میں ہے۔ کہ مالکؒ انہ بلغہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لانسی او اُنسّیٰ لِاَسُنَّ ۔ امام مالک فرماتے۔ کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک میں بھولتا یا بھلایا جاتا ہوں۔ تاکہ میں طریقہ بتلاؤں۔"

اور حدیث شریف میں طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال کرنے والے کو شہید فرمایا گیا ہے۔ اس لئے طاعون میں مبتلا ہو کر خون کی قے کرنا بھی شرعاً قابل طعن نہیں ہے اور اس کو معیوب قرار دینا درست نہیں ہے۔ حدیث ملاحظہ ہو۔

حضور نے فرمایا۔ طاعون ہر مسلمان کی شہادت ہے۔ پھر فرمایا شہداء پانچ ہیں ایک مطعون ایک مبطون ایک غریق ایک صاحب ہدم ایک شہید فی سبیل اللہ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۳۵)

تیز مزاجی کا جواب

ظہیر صاحب ص ۱۵ پر لکھتے ہیں۔ کہ بہت تیز مزاج تھے۔ بہت جلد غصہ میں آجاتے تھے۔ زبان کے مسئلہ میں بہت غیر محتاط اور لعن وطعن کرنے والے تھے۔ فحش کلمات کا کثرت سے استعمال کرتے تھے۔ بعض اوقات اس مسئلہ میں حد سے زیادہ تجاوز کر جاتے اور ایسے کلمات کہتے کہ انکا صدور صاحب علم وفضل سے تو درکنار کسی عام آدمی کے لائق نہ ہوتا۔ انکے بعض اپنے معتقدین بھی انکی تند مزاجی سے تنگ آکر علیحدہ ہو گئے تھے۔ ایک دارالعلوم بھی بریلی میں اسی وجہ سے انکے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ جسکا نام تھا "مصباح التہذیب" ایک مولوی محمد یٰسین صاحب جنکو فاضل بریلوی اپنے استاد کا درجہ دیتے تھے۔ وہ بھی ان سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ "مصباح التہذیب" کے منتظمین بھی تکفیر کی وجہ سے انکا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ حتیٰ کہ بریلویت کے مرکز میں انکی حمایت میں کوئی مدرسہ باقی نہ رہا (ترجمہ البریلویہ ص ۳۴-۳۵)

الجواب :- ہم مانتے ہیں کہ آپ کا مزاج سخت تھا۔ مگر کس کے لئے سخت تھا یہ سختی صرف منکرین شانِ رسالت و منکرین شانِ الوہیت کے لئے ہوتی تھی۔ یا پھر اس کے لئے جو منکرین شانِ الوہیت اور گستاخانِ شانِ رسالت کی حمایت کرتا یا انکے حق میں کچھ نرمی دکھاتا۔ اعلحضرت کے نزدیک یہ حسنِ اخلاق نہیں بلکہ یہ مداہنت فی الدین ہے۔ اور اعلحضرت مداہنت فی الدین کو ہرگز پسند نہ فرماتے بلکہ اسکو شدید گناہ تصور کرتے تھے اور آپ اشداء علی الکفار کی صفتِ صحابہ کے مظہر تھے۔ قرآن میں ارشادِ خداوندی ہے کہ۔ یا ایہا النبی جاھد الکفار و المنافقین واغلظ علیھم (الآیہ) اے نبی کفار و منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔ قرآن کریم میں جہاں نرمی کرنے کا حکم ہے وہ اہل اسلام اور مومنوں کے لئے ہے۔ یا پھر اسوقت تک ہے جبتک اسلام اور بانیٔ اسلام اور شعائرِ اسلام کی توہین کا مرتکب نہ ہو۔ اگر ارتکاب توہین کر چکا ہے تو اب کسی رو رعایت کا مستحق نہیں ہے اعلحضرت کو فحش کلامی یا سختی کا طعن دینے والا ایک بھی ایسا شخص نہیں دکھا سکتے جسکو آپ نے برا کہا ہو اُسکے ساتھ سختی کی ہو۔ حالانکہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ آپ نے سخت الفاظ صرف ان لوگوں کے متعلق لکھے ہیں۔ جو مرتد ہیں، کافر ہیں، گمراہ ہیں، بےدین ہیں۔ گستاخِ شانِ الوہیت اور گستاخِ شانِ رسالت و شانِ ولایت ہیں۔ اعلحضرت کی تحقیق کے مطابق آخر۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (الآیہ) میں کافروں پر سختی کو صحابۂ کرام کا وصف قرار دیا گیا ہے۔ یہ وصف اعلحضرت کی ذات میں بھی موجود تھا۔ اسی کا تقاضا ہے کہ آپ نے گستاخوں کو معاف نہیں کیا اور انکے لئے سخت الفاظ استعمال فرمائے مگر یہ حبِ رسول اور عشقِ رسول کا تقاضا تھا اور جس درجہ کی انکو رسول سے محبت تھی اور جس درجہ کا عشقِ رسول انکے سینے میں تھا۔ اسی کے مطابق اعداءِ رسول سے نفرت اور عداوت تھی۔ الحب للہ والبغض للہ کا صحیح اظہار بھی تھا۔ محبوب کے دشمن اور مخالف یا نقاد و تنقیص کنندہ کو محب برداشت نہیں کر سکتا اور سچی اور حقیقی محبت کا تقاضا یہی ہوتا ہے

اعدل یا محمد کہنے والے کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قتل کرنے کی اجازت حضور علیہ السلام سے طلب کر کے یہی ثابت کیا تھا کہ محبِ رسول پیغمبر کی معمولی گستاخی کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

فحش زبانی کا غوغاء :- قارئین کرام۔ یہاں مترجم ثاقب نے ترجمہ کے ص ۳۱ سے ص ۳۲ تک فحش زبان کا عنوان قائم کر کے چند حوالہ جات وقعات السنان، خالص الاعتقاد الامن والعلاء، فتاویٰ رضویہ، سبحٰن السبوح، مقدمۂ مقالات رضا از کوکب سے نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اعلحضرت نہایت فحش اور غلیظ زبان استعمال کرتے تھے۔ قارئین کرام۔ جس قدر عبارات ثاقب نے مذکورہ کتابوں کی نقل کی ہیں۔ ان میں ایک بھی عبارت میں ماں، بہن، بیٹی، دادی، نانی کی گالی نہیں دی گئی۔ سخت کلمات ضرور استعمال فرمائے ہیں۔ ابلیس، دجال کے گدھے، مسخرے، کوّے، بوم، سرکش، طاغی لعین، بندہ داغ، جہنم کے کتے، بے دین، پکے شیاطین، پورے ملاعین یہ الفاظ ہیں جنکی بنیاد پر فحش زبان کا الزام دیا ہے۔ لیکن کیا منافقین و مرتدین، ملعونین، شیاطین دجال وغیرہ کو قرآن و حدیث میں بے دینوں بد مذہبوں بد عقیدہ لوگوں کو خدا نے رسول نے نہیں فرمایا۔ خناس من الجنۃ والناس۔ کیا۔ دجالوں کذابوں، حدیث میں نہیں ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ کالانعام بل ہم اضل قرآن میں نہیں ہے کیا قرآن میں بد عقیدہ لوگوں کو نجس نہیں فرمایا۔ کیا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے امصص بظر اللات نہیں فرمایا تھا۔ اور کیا موجودہ دور کے رافضی و شیعہ اسی قول کی بنیاد پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہوئے انکو فحش زبانی اور بد زبانی کا الزام نہیں لگاتے؟ جو کچھ آج یہ نجدی وہابی اعلحضرت کے متعلق کہتے ہیں۔ تقریباً یہی کچھ رافضی و شیعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کرتے ہیں۔ کچھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی ایسے ہی الزامات لگاتے ہیں۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ (وللہ الحمد السامیہ)

کردیا۔ تب آپ کی بات کا ایسا جواب دیا ہے۔ ملاحظہ ہو (حیات اعلحضرت ص ۲۳، ۲۴ ج ۱ اور ص ۱۳۱ ج ۱ از مولانا ظفرالدین بہاری)

اور یہ اعتراض کہ اعلحضرت، مرزا قادیانی کے بھائی غلام قادر بیگ کے شاگرد ہیں۔ تو یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ جسکا مفصل جواب ہم عطیہ سالم قاضی مدینہ منورہ کی تقدیم کے جواب میں دے چکے ہیں۔ اعادہ باعث طوالت ہے۔ اسلئے ابتدائی صفحات میں جواب کا مطالعہ فرمالیں۔ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

اعلحضرت کی تشیع سے بیزاری

قارئین کرام، البریلویت ص ۴۱–۴۴ تک نام نہاد احسان الٰہی ظہیر نے اعلحضرت کے باپ اور دادا کا علماءِ احناف میں شمار تسلیم کرنے کے بعد سات عدد دلائل مزعومہ پیش کرکے انکا شیعہ ہونا ثابت کرنے کی ناکام کوشش بھی کی ہے۔ اور اس قول شنیع کی نسبت اپنی طرف کرنے کی بجائے یا اسکو اپنا دعویٰ قرار دینے کی بجائے آپ کے مخالفین کی طرف کی ہے۔ اگر یہ سچے ہوتے تو اسکو اپنی طرف منسوب کرتے اور خود دعویٰ کرتے کہ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ شیعہ اور تقیہ کئے ہوئے تھے۔ مگر وہ خود جانتے تھے کہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور بکواس ہے۔ جسکا حقیقت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اسلئے وہ یہ دعویٰ نہ کرسکے۔ یوں تو جواباً ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ غیر مقلدین نجدی وہابی خارجی ہیں۔ حضرت علی اور دیگر اہلبیت علیہم الرضوان کے دشمن عنبرا ہیں۔ اور اس پر متعدد دلائل بھی پیش کرسکتے ہیں۔ تقیۃً اہل حدیث بن گئے ہیں وغیرہ۔ کیا اسکو مبنی برحقیقت مان لیا جائے۔ (البتہ خارجیوں کی معنوی اولاد ہونا امر واقعہ ہے جس کا انکار مشکل ہے۔ قارئین کرام، ظہیر صاحب نے اعلحضرت کے شیعہ ہونے پر مخالفین کی طرف سے سات عدد دلائل پیش کیے ہیں۔ ہر ایک کا جواب نمبروار کیا جاتا ہے۔ غور فرما کر خود فیصلہ کریں کہ کیا واقعی اعلحضرت شیعہ تھے اور تقیۃً سنی ب

ہونے تھے۔ یا یہ سراسر جھوٹ و بہتان ہے۔

دلیل ۱ جناب احمد رضا کے آباؤ اجداد کے نام شیعہ اسماء سے مشابہت رکھتے ہیں۔ انکا شجرۂ نسب یہ ہے۔ احمد رضا بن نقی علی خاں بن رضا علی بن کاظم علی۔ (حیات اعلحضرت ص۲)

الجواب :۔ قارئین کرام اسکے دو جواب ہیں۔ ایک تحقیقی دوسرا الزامی۔ تحقیقی جواب یہ ہے کہ اسماء در حقیقت اعلام ہوتے ہیں اور اعلام کے معانی کا اعتبار نہیں ہوتا۔ منطق کے ابتدائی رسائل جس نے پڑھے ہیں۔ وہ بھی یہ جانتا ہے نیز یہ کہ محض نام کی مشابہت شرعاً مذموم نہیں ہے۔ اور اس کے مذموم ہونے کا ادعا بلا دلیل ہے۔ محض اسم و نام کی مشابہت سے من تشبہ بقوم فہو منہم کا مصداق نہیں بنتا ورنہ تو اہلحدیثوں کی لمبی لمبی داڑھیوں کی وجہ سے انکو سکھ قرار دینا لازم آئیگا۔ کیا یہ قبول ہے۔ شعائر دین میں غیروں سے مشابہت ممنوع ہے۔ جو لمبی داڑھی میں موجود ہے۔ مگر نام شعائر دین میں نہیں ہیں۔ پھر من وجہ مشابہت کا اعتبار نہیں ہے ورنہ تو پھر خدا کو ایک ماننے میں رسول کو رسول ماننے میں اسلام کو دین ماننے میں قیامت کو ماننے میں ایسے بے شمار امور ماننے میں غیر مقلدین وہابیوں نجدیوں کی مشابہت رافضیوں، خارجیوں بلکہ مرزائیوں مشرکین مکہ کے ساتھ بھی لازم آتی ہے۔ مشرکین مکہ بھی ہر چیز کا خالق خدا کو مانتے تھے۔ ولئن سألتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله۔ کہ اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں و زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو جواب دیں گے۔ کہ اللہ نے۔ یہ امر مذکور کی دلیل ہے۔ غیر مقلد وہابی بھی ہر چیز کا خالق خدا کو مانتا ہے۔ اور مشرکین مکہ بھی خدا کو ہی ہر چیز کا خالق مانتے تھے کیا یہ من وجہ مشابہت نہیں ہے۔ یقیناً ہے۔ تو پھر کیا انکو بھی مشرکین مکہ کی معنوی اولاد قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر فرق بتائیں۔ جو واضح ہو اور بیّن ہو۔

جواب الزامی یہ ہے کہ اگر ناموں میں مشابہت شیعہ ہونے کی دلیل بن سکتی ہے تو پھر جناب اپنے گھر کی بھی خیر منائیں۔ جناب کے پیشوا و مقتداء نواب صدیق حسن خان کے والد کا نام حسن، دادا کا نام علی الحسنین بیٹوں کے نام میر علی خاں اور میر نور الحسن خان خود نواب صاحب کا نام صدیق حسن خاں ہے۔ وہابیوں کے شیخ الکل کا نام ہے نذیر حسین دہلوی ایک مدارسی مولوی کا نام ہے محمد باقر قنوج کے ایک مولوی کا نام ہے رستم علی ابن علی اصغر ایک مولوی کا نام ہے۔ غلام حسنین ابن مولوی حسین علی ایک مشہور مولوی کا نام ہے محمد حسین بٹالوی۔ ان سب کا تذکرہ نواب صاحب بھوپالی نے اپنی کتاب ابجد العلوم کی تیسری جلد میں کیا ہے۔ کیا یہ سب رافضی اور شیعہ تھے۔ اگر نہ تھے تو پھر اپنی دلیل کا بطلان تسلیم کرو اور اگر دلیل کا بطلان مسلّم نہیں پھر ان اپنے اکابر کا رفض و تشیع تسلیم کرنا ہوگا۔

؎ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دلیل نمبر ۲ بریلویوں کے اعلیٰحضرت نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف نازیبا کلمات کہے ہیں۔ عقیدۂ اہلسنت سے وابستہ کوئی شخص انکا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ الخ۔

الجواب: اولاً۔ "حدائق بخشش" حصہ سوم اعلیٰحضرت کی سرے سے تصنیف ہی نہیں ہے۔ کوئی ماں کا لال اسکا ثبوت پیش کردے تو عدالت کے ذریعے پانچ ہزار روپے انعام لے سکتا ہے۔ اعلیٰحضرت کی "حدائق بخشش" کے صرف دو حصے ہیں۔ جو ۱۹۰۷ء بمطابق ۱۳۲۵ھ میں مرتب ہوکر شائع ہوئے۔ اور ماہ صفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء کو اعلیٰحضرت کا وصال ہوا اور آپ کے وصال کے دو سال بعد ماہ ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ اور ۱۹۲۳ء میں یہ حصہ سوم شائع ہوا۔ جسکو مولانا محبوب علی خان قادری نے متفرق مقامات سے جمع کرکے شائع کرایا۔ مگر کتابت کرنے والا کاتب کوئی بدمذہب تھا۔

جس نے اپنی طرف سے چند ایسے اشعار کا از خود اضافہ کردیا۔ جن میں جناب صدیقہ کی شان میں گستاخی پائی جاتی ہے۔ جو ام زرع وغیرہ مشترکہ عورتوں کے متعلق تھے جنکا ذکر مسلم شریف۔ ترمذی شریف اور نسائی شریف میں بھی موجود ہے۔ مولانا محبوب علی صاحب سے یہ فحش غلطی ہوئی کہ وہ مسودۂ کتابت شدہ کو چیک نہ کرسکے۔ چنانچہ انہوں نے بعد میں علی الاعلان توبہ کی تھی۔ جو اس زمانہ کے متعدد جرائد و اخبارات میں شائع ہوچکی ہے۔

(ماہنامہ سنّی دنیا۔ شمارہ ذوالحجہ ۱۳۷۴ھ صفحہ ۱۲ بحوالہ فتاویٰ مظہری ص ۳۹۳ ج ۲)

اس کا مزید ثبوت فیصلہ مقدسہ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے جو ۱۳۷۵ھ میں چھپا تھا۔ جسکو "مرکزی مجلس رضا لاہور" نے بھی چھاپ دیا ہے۔ تفصیلات کا مطالعہ اسی میں کرسکتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳ یہ ہے کہ اعلیٰحضرت نے مسلمانوں میں شیعہ مذہب سے ماخوذ عقائد کی نشر و اشاعت میں بھرپور کوشش کی اور تقیۃً سنّی بنے رہے اور اپنے تشیع پر پردہ ڈالے رکھا۔ اور انبیاء و اولیاء کے لئے علم غیب و علم ماکان و مایکون و اختیار و قدرت کے مسائل شیعہ سے اخذ کئے۔ (البریلویت ص ۲۱)

الجواب:۔ قارئین کرام یہ ایسا جھوٹ ہے کہ جسکے جاننے بڑے بڑے دجال و کذاب بھی اپنے آپ کو چھوٹے تصور کریں گے اور ظہیر کے اس جھوٹ پر وہ بھی فخر کرتے ہوئے اسکو شاباش دینے پر مجبور ہوجائیں گے۔ بلکہ ابلیس لعین بھی ظہیر صاحب پر فخر کریگا کہ تم نے ایسا جھوٹ گھڑا ہے۔ جو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔ قارئین کرام جس شخص نے اپنی زندگی میں متعدد فتوے شیعہ کے کفر و فسق و ضلالت پر دیئے ہوں۔ جس نے متعدد رسالے لکھے ہوں۔ انکے خلاف اسکو شیعہ قرار دینا کہاں کا انصاف ہے کہاں کی عقلمندی ہے آپ نے تقریباً بیس سے زائد رسالے شیعہ و روافض کے رد میں لکھے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔ (۱) رد الرفضہ ۱۳۲۰ھ میں لکھی ہے (۲) الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنۃ جو

جوابِ الزامی

یہ ہے کہ اگر ناموں میں مشابہت شیعہ ہونے کی دلیل بن سکتی ہے تو پھر جناب اپنے گھر کی بھی خیر منائیں۔ جناب کے پیشوا و مقتداء نواب صدیق حسن خان کے والد کا نام حسن، دادا کا نام علی الحسینی بیٹوں کے نام میر علی خان اور میر نور الحسن خان خود نواب صاحب کا نام صدیق حسن خان ہے۔ وہابیوں کے شیخ الکل کا نام ہے نذیر حسین دہلوی ایک مدارسی مولوی کا نام ہے محمد باقر۔ قنوج کے ایک مولوی کا نام ہے رستم علی ابن علی اصغر ایک مولوی کا نام ہے۔ غلام حسنین ابن مولوی حسین علی ایک مشہور مولوی کا نام ہے محمد حسین بٹالوی۔ ان سب کا تذکرہ نواب صاحب بھوپالی نے اپنی کتاب ابجد العلوم کی تیسری جلد میں کیا ہے۔ کیا یہ سب رافضی اور شیعہ تھے۔ اگر نہ تھے تو پھر اپنی دلیل کا ابطال تسلیم کرو اور اگر دلیل کا ابطال مسلم نہیں پھر ان اپنے اکابر کا رفض و تشیع تسلیم کرنا ہوگا۔

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دلیل نمبر۲

بریلویوں کے اعلحضرت نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کے خلاف نازیبا کلمات کہے ہیں۔ عقیدۂ اہلسنت سے وابستہ کوئی شخص انکا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ الخ۔

الجواب:۔ اولاً۔ "حدائق بخشش" حصہ سوم اعلحضرت کی سرے سے تصنیف ہی نہیں ہے۔ کوئی ماں کا لال اسکا ثبوت پیش کردے تو عدالت کے ذریعے پانچ ہزار روپے انعام لے سکتا ہے۔ اعلحضرت کی "حدائق بخشش" کے صرف دو حصے ہیں۔ جو ۱۹۰۷ء بمطابق ۱۳۲۵ھ میں مرتب ہوکر شائع ہوئے۔ اور ماہ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء کو اعلحضرت کا وصال ہوا اور آپ کے وصال کے دو سال بعد ماہ ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ اور ۱۹۲۳ء میں یہ حصہ سوم شائع ہوا۔ جسکو مولانا محبوب علی خان قادری نے متفرق مقامات سے جمع کرکے شائع کرایا۔ مگر کتابت کرنے والا کاتب کوئی بدمذہب تھا۔

جس نے اپنی طرف سے چند ایسے اشعار کا از خود اضافہ کردیا۔ جن میں جناب صدیقہ کی شان میں گستاخی پائی جاتی ہے۔ جو ام زرع وغیرہ مشرکہ عورتوں کے متعلق تھے جنکا ذکر مسلم شریف۔ ترمذی شریف اور نسائی شریف میں بھی موجود ہے۔ مولانا محبوب علی صاحب سے یہ فحش غلطی ہوئی کہ وہ مسودہ کتابت شدہ کو چیک نہ کرسکے۔ چنانچہ انہوں نے بعد میں علی الاعلان توبہ کی تھی۔ جو اس زمانہ کے متعدد جرائد و اخبارات میں شائع ہوچکی ہے۔

(ماہنامہ سنی دنیا۔ شمارہ ذوالحجہ ۱۳۷۶ھ ص۱ بحوالہ فتاوی مظہری ص۳۹۳ ج۲)

اس کا مزید ثبوت فیصلہ مقدسہ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے جو ۱۳۷۵ھ میں چھپا تھا۔ جسکا جواب "مرکزی مجلس رضا لاہور" نے بھی چھاپ دیا ہے۔ تفصیلات کا مطالعہ اسی میں کرسکتے ہیں۔

دلیل نمبر۳

یہ ہے کہ اعلحضرت نے مسلمانوں میں شیعہ مذہب سے ماخوذ عقائد کی نشر و اشاعت میں بھرپور کوشش کی اور تقیۃً سنی بنے رہے اور اپنے تشیع پر پردہ ڈالے رکھا۔ اور انبیاء و اولیاء کے لئے علم غیب و علم ماکان و مایکون و اختیار و قدرت کے مسائل شیعہ سے اخذ کئے۔ (البریلویت ص۲۱)

الجواب:۔ قارئین کرام یہ ایسا جھوٹ ہے کہ جسکے سامنے بڑے بڑے دجال و کذاب بھی اپنے آپ کو چھوٹے تصور کریں گے اور ظہیر کے اس جھوٹ پر وہ بھی فخر کرتے ہوئے اسکو شاباش دینے پر مجبور ہوجائیں گے۔ بلکہ ابلیس لعین بھی ظہیر صاحب پر فخر کریگا کہ تم نے ایسا جھوٹ گھڑا ہے۔ جو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔ قارئین کرام جس شخص نے اپنی زندگی میں متعدد فتوے شیعہ کے کفر و فسق و ضلالت پر دیئے ہوں۔ جس نے متعدد رسالے لکھے ہوں۔ انکے خلاف اسکو شیعہ قرار دینا کہاں کا انصاف ہے کہاں کی عقلمندی ہے۔ آپ نے تقریباً ۲۰ بیس سے زائد رسالے شیعہ و روافض کے رد میں لکھے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔ (۱) رد الرفضہ ۱۳۲۰ھ میں لکھی گئی (۲) الادلۃ الطاعنہ فی اذان الملاعنہ جو

۱۳۰۶ھ میں لکھی۔ (۳) اعالی الافادہ فی تعزیۃ الہند وبیان الشہادۃ جو ۱۳۲۱ھ میں لکھی (۴) جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ جو ۱۳۱۷ھ میں لکھی (۵) غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق۔ پھر بعض کتابیں آپ نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فضائل میں لکھی ہیں اور بعض رسائل ایمان ابوطالب کی نفی پر لکھے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ ابوطالب کفر پر فوت ہوئے ہیں۔ کیا یہ شیعہ ہونے کے دلائل ہیں اور کیا تقیہ کرنے کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ امیر معاویہ کی فضیلت ثابت کی جاتی اور ابوطالب کا کفر بھی ثابت کیا جائے۔ اور وہ بھی ایک سو تیس کتب تفسیر وعقائد وغیرہا سے۔ تقیہ باز کے لئے تو ایک دو حوالے پیش کر دینا ہی کافی ہوتا ہے۔ کیا کسی واقعی شیعی رافضی کی مستقل کتاب دکھائی جا سکتی ہے جو تقیہ کفر ابوطالب پر لکھی گئی ہو یا کوئی مستقل کتاب ایسی دکھا سکتے ہیں۔ جو کسی رافضی شیعہ نے امیر معاویہ کے فضائل میں لکھی ہو۔

شیعہ کے بارے میں آپ کا حکم اور فتویٰ

آپ سے سوال کیا گیا کہ روافض کا حکم کیا ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ رافضی اگر امیر المومنین علی المرتضیٰ کو شیخین رضی اللہ تعالےٰ عنہما پر فضیلت دے تو مبتدع (بدعتی) ہے۔ جیسے فتاویٰ خلاصہ عالمگیری وغیرہ میں ہے اور اگر شیخین یا ان میں سے ایک کی امامت کا انکار کرے تو فقہاء نے اسے کافر قرار دیا ہے اور متکلمین نے بدعتی اور اسی میں احتیاط ہے اور اگر اللہ تعالےٰ کے لئے بداء کا قائل ہو (کہ اسے پہلے علم نہیں ہوتا تھا واقع ہونے کے بعد علم ہوتا ہے) یا کہے کہ موجودہ قرآن ناقص ہے۔ صحابہ یا کسی دوسرے نے اس میں تحریف کی ہے یا یہ کہ امیر المومنین علی یا اہل بیت میں سے کوئی امام، اللہ تعالےٰ کے نزدیک انبیاء سابقین علیہم السلام سے افضل ہے۔ جیسے کے ہمارے شہر کے رافضی کہتے ہیں۔ اور ان کے اس دور کے مجتہد نے تصریح کی ہے۔ تو وہ کافر ہے۔ اور اسکا حکم مرتدوں والا ہے۔ جیسے کہ

فتاویٰ ظہیریہ کے حوالے سے عالمگیری میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔ "فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین" مکتبہ اشتیاق ترکی ص۱ بحوالہ "انوار رضا" سے اجالے تک ص۱۱۲ اور "احکام شریعت" ص۱۲۳ ص۱۲۶ اور ص۱۲۷ ۱۲۸ اور ص۱۲۹ بھی ثبوت کیلئے دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح فتاویٰ رضویہ ج۶ کے متعدد صفحات ۲۵، ۳۴، ۳۵، ۴۳، ۴۴، ۹۶، ۱۵۸ پر بھی فتاویٰ رضویہ کی باقی جلدوں میں بھی شیعہ اور رافضی کے متعلق احکام مذکور ہیں جو اعلیٰحضرت کے پکے سچے اصلی سنی حنفی ہونے اور شیعہ نہ ہونے اور تقیہ باز نہ ہونے کا محسوس ثبوت ہیں مگر یہاں ہم صرف یہ کہکر بات ختم کرتے ہیں کہ لعنۃ اللہ علی الوہابیین الکذابین الملعونین۔

دلیل نمبر۴۲ جناب احمد رضا صاحب نے اپنی تصنیفات میں ایسی روایات کا ذکر کثرت سے کیا ہے۔ جو خالصۃً شیعی روایات ہیں اور انکا عقیدہ اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مثلاً ان علیاً قسیم النار۔ اور ان فاطمۃ سمیت بفاطمۃ لان اللہ تعالےٰ فطمہا وذریتہا من النار۔ یعنی حضرت علی قیامت کے روز جہنم کی تقسیم کریں گے۔ جیسا کہ یہ (الامن العلا ص۵۸ میں ہے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اور انکی اولاد کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ (بحوالہ "ختم النبوت" از احمد رضا ص۹۸)

الجواب:۔ قارئین کرام۔ اولاً تو ان روایات کو محض شیعی روایات قرار دینا ظہیر صاحب کی جہالت ہے کیونکہ کسی روایت کا شیعہ کی کتابوں میں پایا جانا اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ وہ محض شیعی روایت ہے۔ اس طرح تو پھر متعدد متفق علیہ روایات کا خالص شیعی روایات ہونا لازم آئے گا۔ مثلاً یہ کہ نحن معشر الانبیاء لا نورث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ۔ یعنی حضور نے فرمایا کہ ہم انبیاء کا گروہ نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ کسی کو وارث بناتے ہیں ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ وقف ہوتا ہے۔ ایسی اور بھی

مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ کیا ان روایات کو بھی خالص شیعی روایات قرار دے دیا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ پس اسطرح ان روایات کو بھی خالص شیعی قرار دینا غلط ہے۔

ثانیاً - یہ روایات صرف شیعہ کی کتابوں میں ہی نہیں بلکہ خود اکابر اہلسنت کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں۔ مثلاً علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الشفاء ج۱ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص۲۲۳ میں نقل کرتے ہیں۔ وقد خرج اهل الصحيح والائمة (الى ان قال) وانه قسيم النار يدخل اولياءه الجنة واعداءه النار یعنی اہل صحاح اور محدثین نے تخریج فرمائی ہے کہ حضرت علی دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں گے اور دوستوں کو جنت میں کیونکہ وہ قسیم النار بھی ہیں اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔ کہ امام ابن اثیر نے نہایہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ انا قسیم النار۔ میں دوزخ تقسیم کرنے والا ہوں یعنی (دوزخ کی ٹکٹیں بانٹنے والا) ملاحظہ نسیم الریاض مکتبہ سلفیہ منورہ ص۱۶۳ ج۳) اس کے بعد خود علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ ابن اثیر ثقہ ہیں اور حضرت علی کا قول محض رائے نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں اجتہاد یا رائے کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا لہٰذا یہ حکماً حدیث مرفوع قرار پاتی ہے۔ ملاحظہ کریں۔ (صفحہ مذکورہ)

اعلیٰحضرت نے فرمایا کہ حضرت علی کے اس قول کو حضرت شاذان فضلی نے اپنی کتاب جزو رد الشمس میں روایت کیا ہے (ملاحظہ ہو الامن والعلی ص۱۲۹) تو اب ثابت ہو گیا کہ اس روایت کو صرف اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے ہی بیان نہیں کیا۔ بلکہ متعدد دیگر ائمہ دین اور جلیل القدر بزرگان دین نے بھی بیان کیا ہے۔ اسی لئے قاضی عیاض نے اہل الصحیح اور الائمہ جمع کے صیغے استعمال فرمائے ہیں۔ پھر کم از کم چار گواہ تو ٹھوس موجود ہیں۔ (۱) قاضی عیاض (۲) علامہ خفاجی (۳) ابن اثیر (۴) شاذان فضلی اور ان چار کا اس روایت کو بیان کرنا اسکے معتبر و قابل قبول ہونے کی واضح دلیل ہے

پھر قاضی عیاض کوئی معمولی شخصیت نہیں۔ انکی امامت اور جلالت کا اقرار تو خود غیر مقلدین کے گرو اور پیشوا نواب صدیق حسن بھوپالی بھی کئے بغیر نہیں رہ سکے چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں۔ کہ "كان امام وقته في الحديث وعلومه (الى ان قال) وكان له عناية كثيرة به والاهتمام بجمعه وتقييده وهو من اهل اليقين في العلم والذكاء والفطنة والفهم ———— یعنی۔ قاضی عیاض اپنے زمانے میں حدیث اور علوم حدیث کے امام تھے۔ حدیث کی طرف بہت توجہ تھی۔ حدیث کے جمع کرنے اور ضبط کا اہتمام فرماتے تھے۔ وہ علم و فہم اور ذکاوت و فطانت میں صاحب یقین تھے۔ ملاحظہ ہو (حوالہ ابجد العلوم ص۱۴۸ ج۳) مگر خوارج کی علامت ہے۔ کہ وہ جسکو محبت اہل بیت پاتے ہیں۔ اسکو بدنام کرنے کے لئے فوراً اس پر رافضی و شیعہ ہونے کا الزام و بہتان لگا دیتے ہیں۔ یہی ان کے خارجی ہونے کی نشانی ہے۔ رہی یہ روایت کہ جناب فاطمہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اللہ نے ان کو اور انکی اولاد کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ تو اسکو بیان کرنے میں بھی اعلیٰحضرت تنہا نہیں بلکہ اسکو دسویں صدی کے مجدد و مشکوٰۃ کے شارح احناف کے جلیل القدر امام و محدث ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ "فقد ورد موفوعاً انما سميت فاطمة لان الله تعالىٰ قد فطمها وذريتها عن النار يوم القيامة" اخرجه الحافظ الدمشقى وروى النسائى مرفوعاً انما سميت فاطمة لان الله تعالىٰ فطمها ومحبيها عن النار (شرح فقہ اکبر مصری ص۱۱۰) یعنی مرفوع حدیث ہے۔ کہ حضور نے فرمایا کہ فاطمہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور انکی اولاد کو قیامت کے دن آگ سے محفوظ کر دیا ہے۔ یہ روایت امام حافظ الحدیث ابن عساکر دمشقی نے بیان کی ہے۔ امام نسائی حدیث مرفوع بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ نام اسلئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور انکے محبین کو

آگ سے محفوظ کر دیا ہے۔ کیوں جناب کیا امام احمد رضا بریلوی تنہا ہیں اسکو بیان کرنے میں یا ملا علی قاری، امام ابن عساکر دمشقی اور امام نسائی جو صحاح ستہ کے امام ہیں وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔ قارئین کرام چاہیئے تو یہ کہ غیر مقلدین قاضی عیاض، امام خفاجی، امام شاذان فضلی امام ابن اثیر اور ملا علی قاری، امام ابن عساکر دمشقی اور امام نسائی کو بھی شیعہ رافضی قرار دیں۔ اگر یہ حضرات شیعہ ہیں تو پھر سنی کون ہے۔ سچ ہے۔

؏ این کار از تو سی آید و مرداں چنیں کنند

(نوٹ) دلیل نمبر ۳ میں یہ بھی ظہیر صاحب نے لکھا ہے کہ علم غیب اور ماکان و مایکون کا علم اور قدرۃ و اختیار جیسے مسائل انہوں نے شیعہ سے اخذ کئے ہیں۔ حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ انبیاء کی شایان شان علم غیب ماکان و مایکون کا علم اور اختیار و قدرۃ تو خود قرآن کریم کی متعدد آیات اور متعدد احادیث صحاح سے ثابت ہے۔ جو بعطاء اللہ اور باذن اللہ ہے۔ اور عطائی اور بالواسطہ محدود و متناہی حادث وفانی ہے۔ اس کے برعکس خدا کا علم ذاتی، استقلالی بلاواسطہ غیر محدود اور غیر متناہی، قدیم غیر فانی ہے۔ یہی اسکی ذات کا خاصہ ہے۔ جسکا حصول غیر خدا کے لئے ممکن ہی نہیں ہے اور ایسے علم کا ایک ذرہ بھی غیر خدا کے لئے ماننا کفر اور شرک خالص ہے یعنی غیر خدا کے لئے ایک ذرہ کا علم ذاتی۔ استقلالی بلاواسطہ ماننا کفر ہے۔ جیساکہ اعلحضرت نے اپنی کتاب "الدولۃ المکیہ ص ۲۱۲، ۲۲۳ میں تصریح فرمائی ہے۔ باقی تفصیلی دلائل ان شاء اللہ تعالے آئندہ مسائل کے ضمن میں آئیں گے۔

ترتیب اغواث پر اعتراض اور اسکا جواب

ظہیر صاحب ص ۲۳ پر لکھتے ہیں۔ کہ فاضل بریلوی کہا کرتے تھے کہ غوثوں یعنی مخلوق کی مدد کرنے والے اور جن سے مدد طلب کی جاسکتی ہے انکی ترتیب یہ ہے کہ انکی ابتداء حضرت علی سے ہوتی ہے

اور یہ ترتیب حسن عسکری تک جاتی ہے جو گیارہویں امام ہیں شیعہ کے نزدیک۔

(نوٹ) قارئین کرام یہاں ظہیر صاحب عربی عبارت میں لکھتے ہیں۔ الائمۃ الاحدی عشر عند الشیعۃ۔ جس کا کوئی مطلب نہیں بنتا۔ عبارۃ کو یوں ہونا چاہیئے تھا کہ احدیٰ عشر من الائمۃ عند الشیعۃ۔ یعنی شیعہ کے نزدیک گیارہویں امام ظہیر صاحب نے الائمۃ الاحدیٰ عشر عند الشیعہ لکھ کر اپنے عربی دان ہونے کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ اہل علم خوب جانتے ہیں۔ اس عربی دانی کی حقیقت کو احدیٰ مضاف ہے عشر کی طرف اور قانون یہ ہے۔ کہ مضاف پر الف لام نہیں آسکتا مضاف اضافت کی وجہ سے پہلے ہی معرفہ ہے اور معرفہ پر الف لام تعریف کا لانا بے سود ہے۔ مگر ظہیر صاحب جسکو لوگ علامہ کہتے ہیں وہ علامہ اس سے بے خبر تھا۔ جو اس کے جعلی علامہ ہونے کی دلیل ہے (بحوالہ الامن والعلیٰ ص ۱۵۵)

اب اصل اعتراض کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

الجواب ۔ قارئین کرام اس اعتراض کا مقصد یہ ہے کہ فاضل بریلوی کے نزدیک صرف شیعہ کے بارہ امام ہی غوث ہیں اور کوئی نہیں۔ یہ شیعہ ہونے کی دلیل ہے۔ مگر درحقیقت ظہیر صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے غوثیت کو ان بارہ اماموں میں کہیں بھی حصر نہیں فرمائی۔ یعنی یہ کہیں نہیں لکھا کہ بس یہی غوث ہیں اور کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ اسکی دلیل یہ ہے کہ اعلحضرت ہی فرماتے ہیں۔ کہ غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے۔ (اس سلطنت میں وزیر چپ وزیر دست راست سے اعلیٰ ہوتا ہے) اور فاروق اعظم دست راست پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ممتاز ہوئے۔ وزارت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ و عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ کو عطا ہوئی۔ اسکے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق کو غوثیت مرحمت ہوئی۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم و امام حسن (رضی اللہ عنہم)

وزیر ہوئے۔ پھر مولا علی کو غوثیت عطا ہوئی) اور امامین محترمین رضی اللہ عنہما وزیر ہوئے پھر امام حسن رضی اللہ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوثِ اعظم تک جتنے حضرات ہوئے سب انکے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیدنا غوثِ اعظم مستقل غوث۔ حضور تنہا غوثیتِ کبریٰ کے درجہ پر فائز ہوئے۔ ملاحظہ ہو الملفوظات مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۱۵ از مولانا مصطفےٰ رضا خان بریلوی)۔

اس عبارت میں اعلحضرت نے سب اُمت میں پہلے غوث صدیق اکبر کو اور آخری غوث غوث اعظم کو لکھا ہے۔ اور ساتھ ہی فاروق اعظم اور عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو بھی غوث لکھا ہے۔ کیا شیعہ و رافضی انکو غوث مانتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا یہ عبارت اعلحضرت کے خالص سُنّی ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ یہ تو نص کا درجہ رکھتی ہے۔ پھر اگر تقیہ ہی کیا تھا۔ تو صرف ابوبکر صدیق کو غوث لکھ دیتے یہی کافی تھا۔ پردہ پوشی کے لئے کیا تینوں کو اور پھر غوث اعظم کو بھی غوث قرار دینا تقیہ کے لئے ضروری تھا۔ ہرگز نہیں۔ مگر ہم یہاں صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہی پڑھ کر مخالفین کے ارواحِ خبیثہ کو ایصال ثواب کر سکتے ہیں اور ان کذابوں کے لئے ہمارے پاس انکے لئے کچھ نہیں ہے۔

ایک اور اعتراض کا جواب

اسی دلیل کے ضمن میں ظہیر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ فاضلِ بریلوی کہتے ہیں کہ علی بلائیں ٹالتے ہیں۔ مصیبتیں دور کرتے ہیں۔ ہر اس شخص کی جو دعاء سیفی مشہور کو سات یا تین یا ایک مرتبہ پڑھتا ہے۔ اور وہ دعاء سیفی یہ ہے۔ ناد علیا مظہر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب کل ھم وغم سینجلی۔
و بولایتک یا علی یا علی۔

نیز یہ بھی کہا کہ یہ شعر دفع امراض کے لئے نافع اور حصول وسیلہ و ثواب کا سبب ہے۔ شعر یہ ہے۔

" لی خمسۃ اُطفی بھا حر الوباء الحاطمہ
المصطفےٰ والمرتضیٰ وابناھما والفاطمہ "

الجواب:۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے یہ دعا خود نہیں بنائی خود نہیں گھڑی بلکہ آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (جو مسلّم بین الفریقین شخصیت ہیں) سے انکی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے نقل فرمائی ہے۔ جو اس دعا کو اپنے تلامذہ و مریدین کو نہ صرف پڑھنے کی اجازت دیتے تھے۔ بلکہ خود بھی پڑھتے تھے۔ اور صرف شاہ ولی اللہ صاحب ہی نہیں بلکہ آپ کے بارہ عدد اساتذہ احادیث و مشائخِ طریقت بھی پڑھتے تھے۔ اور اس کو پڑھنے کی اجازت بھی دیتے تھے۔ اپنے مریدین و متعقدین کو اور وہ اساتذہ و مشائخ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ یہ ہیں۔

(۱) مولانا طاہر مدنی (۲) طاہر مدنی کے والد و استاذ و پیر مولانا ابراہیم کردی (۳) انکے استاذ مولانا احمد قشاشی (۴) پھر ان کے استاذ مولانا احمد شناوی (۵) پھر شاہ صاحب کے استاذ الاساتذہ مولانا احمد نخلی وغیرہم جیسے اکابرین اور شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہی اکابر سے ہیں۔ یہ سب حضرات حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمۃ کے جواہر خمسہ کو بالعموم اور دعاء سیفی کو بالخصوص پڑھنے کی اجازتیں لیتے بھی تھے اور اجازتیں دیتے بھی تھے۔ قارئین کرام غور کریں اور خود انصاف کریں کہ کیا حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے یہ اساتذہ و مشائخ کرام سب کے سب شیعہ اور مشرک تھے۔ اور کیا حضرت شاہ محمد گوالیاری بھی شیعہ یا مشرک تھے۔ (العیاذ باللہ)

یہ پاکستانی نجدی وہابی یہ اصلی وہابی اور گلابی وہابی اگر اس دعاء سیفی کو پڑھنے یا پڑھنے کی اجازت دینے والے کو واقعی شیعہ و مشرک قرار دینے میں مخلص ہیں اور سچے

دیں۔ تو پھر ان تمام حضرات کو سمیت شاہ ولی اللہ کے شیعہ اور مشرک قرار دیں ورنہ اعلیٰحضرت پر اعتراض سے توبہ کر کے سچے مسلمان بن جائیں۔ مگر انکے نصیب میں توبہ یا سچا مسلمان بننا کہاں۔ یہ نعمت ان اشقیاء کے حصہ میں کہاں ہے؟

ایک اور اعتراض اور اسکا جواب

یہ کہ انہوں نے (فاضل بریلوی نے) شیعہ کی خاص اصطلاح علم جفر اور جامعہ کا اقرار کیا ہے جفر وہ جلد تھی جس میں جعفر صادق نے ہر وہ چیز لکھ دی تھی۔ جو قیامت تک ہونے والی تھی اور جسکی معرفت کی اہل بیت کو ضرورت ہو سکتی تھی نیز جفر و جامعہ حضرت علی کی دو کتابیں ہیں۔ جن کے اندر انتہائے دنیا تک کے ہونے والے حوادث علم الحروف کے طریقہ کے مطابق لکھ دیئے تھے۔ اور آپ کی اولاد میں سے آئمہ معروفین انکو جانتے تھے۔ (البریلویت صہ ۲۲ ترجمہ ملخصاً)

الجواب:۔ قارئین کرام۔ علم جفر ایک مستقل علم ہے۔ اسکی متعدد کتابیں ہیں۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے بھی اس علم میں ایک اہم کتاب لکھی تھی۔ اس علم کو شروع کرنے سے قبل اللہ تعالےٰ کے چند اسماء کا ورد کرنا ہوتا ہے۔ پھر خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے اس ملاقات میں اگر حضور اجازت دیں تو اس فن کو شروع کیا جاتا ہے۔ اگر اجازت نہ دیں تو پھر چھوڑنا پڑتا ہے۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ کسی علم کو ماننے یا جاننے سے انسان شیعہ قرار پاتا ہے۔ علم نحو و بلاغت کے بڑے بڑے امام معتزلی تھے۔ کیا ان علوم کو ماننے والا معتزلی قرار پاتا ہے۔ ہر گز نہیں تو پھر جفر و جامعہ محض ذکر کرنے سے اعلیٰحضرت کا شیعہ ہونا کیونکر لازم آیا۔ ماھذا الا افتراء عظیم۔ حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ اور بعض دیگر محققین کے نزدیک تو کسی بھی علم کو سیکھنا اور حاصل کرنا منع نہیں کہ علم سحر کی تحصیل بھی ممنوع نہیں ہے۔ جیسا کہ "فتاویٰ عزیزی" اور "تفسیر عزیزی" میں موجود ہے۔

ایک اور اعتراض اور اسکا جواب

دلیل نمبر ۴ کے ضمن میں ایک اور اعتراض یہ کیا ہے۔ کہ فاضل بریلوی نے یہ جھوٹی روایت نقل کی ہے۔ اسے برقرار رکھا اور اہلسنت کو اسکی تلقین کی ہے۔ رضا سے کہا گیا۔ جو امام ثامن اور شیعہ کے نزدیک معصوم ہیں (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) مجھے ایک کلام تعلیم فرمایئے کہ اہل بیت کرام کی زیارت میں عرض کیا کروں۔ فرمایا قبر کے نزدیک ہو کر چالیس بار تکبیر کہہ پھر عرض کر "سلام آپ پر اے اہل بیت رسالت میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کو اپنی طلب و خواہش و سوال و حاجت آگے کرتا ہوں۔ خدا گواہ ہے مجھے آپ کے باطن کریم و ظاہر پر سچے دل سے اعتقاد ہے اور میں اللہ کی طرف بری ہوتا ہوں۔ ان سب جن و انس سے جو محمد اور آل محمد کے دشمن ہوں (البریلویت صہ ۲۳)

الجواب:۔ اعلیٰحضرت نے اس روایت کو دو بزرگ ترین ہستیوں سے نقل فرمایا ہے۔ (۱) حضرت خواجہ حافظ واسطی سے انکی کتاب "فصل الخطاب" سے اور حضرت شیخ محقق علی الاطلاق محدث دہلوی سے انکی کتاب "جذب القلوب" سے ملاحظہ ہو (فتاویٰ رضویہ ص ۲۹۹/۴ مطبوعہ مبارکپور انڈیا) اور حضرت شیخ محقق وہ قد آور شخصیت ہیں۔ جنکی علمی حیثیت کا اقرار کرتے ہوئے غیر مقلدین کے پیشوا و مقتداء نواب صدیق الحسن خاں بھوپالی انکی خدمت میں خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ "اعلم ان الھند لم یکن بھا علم الحدیث منذ فتحھا اھل الاسلام (الی ان قال) حتیٰ منّ اللہ تعالیٰ علی الھند بافاضۃ ھذا العلم علی بعض علمائھا کالشیخ عبد الحق بن سیف الدین الترک الدھلوی المتوفی فی سنۃ اثنتین و خمسین و الف امثالھم وھو اول من جاوبہ ھذا الاقلیم و افاضہ علی سکانہ فی احسن تقویم" (الحظ الاسلامی کالادب لاہور صہ ۱۶۷) جب

اہل اسلام نے ہندوستان کو فتح کیا ہے۔ یہاں علم حدیث نہیں تھا۔ (چرچا) یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے ہندوستان پر احسان فرمایا اور یہ علم وہاں کے علماء کو عطا فرمایا۔ جیسے شیخ محقق عبدالحق بن سیف الدین ترک دہلوی (جنکی وفات ۱۰۵۲ھ میں ہوئی) وغیرہ علماء اور وہ اس علم کو اس خطہ میں لانے والے اور یہاں کے لوگوں میں اچھے طریقے سے پھیلانے والے پہلے بزرگ ہیں۔"

قارئین کرام غور کریں۔ ایسی عظیم شخصیت نے اس روایت کو اپنی کتاب "جذب القلوب" میں بیان کیا ہے۔ اور اعلٰحضرت نے انہی کے حوالہ سے اسکو نقل کیا ہے۔ اب اگر اعتراض کرنا ہے۔ تو پہلے علامہ حافظی واسطی صاحب فصل الخطاب اور شیخ محقق پر کرو پھر اعلٰحضرت پر کرو بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ اعلٰحضرت پر اعتراض جہالت قرار پائے گا کیونکہ وہ ناقل ہیں اور ناقل پر اصولی طور پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اعتراض تو صرف منقول عنہ پر کیا جاتا ہے۔ پھر ان بزرگوں کو شیعہ ثابت کرو اور شیعہ ہونے کا اعتراض ان پر کرو پھر اپنے پیشواء نواب صدیق حسن خان پر کرو۔ جس نے اپنی روایت کے ناقل اور بیان کرنے والے شیخ محقق کی توثیق و تصدیق فرمائی ہے اور خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ایک اور اعتراض:۔ ایک اعتراض دلیل ۲ کے ضمن میں یہ بھی کیا گیا۔ کہ اعلٰحضرت نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امام حسین کے مزار کی تصویر اگھر میں رکھنا بطور تبرک جائز ہے۔ (البریلویۃ صفحہ ۲۳)

الجواب:۔ قارئین کرام اس ظالم جھوٹے سے پوچھئے کہ کیا امام حسین (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کے مزار کی تصویر جاندار کی تصویر ہے یا غیر جاندار کی شق اول کی

صورت میں جاندار ہونے کی دلیل درکار ہے اور غیر جاندار ہونے کی صورت میں منع کی کوئی وجہ نہیں ہے اگر ہے تو پیش کرو اس قسم کی چیزیں دینی طور معظم ذوات کی طرف نسبت کی وجہ سے تقدس کی حامل ہو جاتی ہیں۔ کعبہ شریف روضہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تصاویر کو اپنے گھروں میں رکھنا بلاشبہ جائز ہے۔ منع کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ہاں اگر ان کی تصاویر جاندار اشیاء کی تصاویر سے ملحق ہوں تو پھر منع کا حکم لگایا جائیگا۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب اور ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ اور واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ اس بات کی روشن دلیلیں ہیں۔ کہ معظمان دینی کی نسبت سے تقدس حاصل ہو جاتا ہے۔ اور جس تعزیہ و ماڈل میں پریوں اور براق کی تصویریں ہوں۔ وہ اعلٰحضرت کے نزدیک بھی منع اور حرام ہیں۔ جیساکہ آپ نے اسکا حکم اپنے رسالہ 'تعزیہ داری' مکتبہ حامدیہ لاہور صفحہ ۳۰ میں بیان فرمایا ہے۔ اور وہ یہاں زیر بحث نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۵ اعلٰحضرت کا سلسلہ بیعت حضور صلے اللہ علیہ وسلم تک شیعہ کے اماموں کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ جیساکہ انہوں نے خود اپنی عربی عبارت میں بیان کیا ہے۔ (البریلویۃ صفحہ ۲۳)

الجواب:۔ یہ اعتراض پہلے درجہ کی جہالت کا ثبوت ہے۔ اگر اسکو شیعہ ہونے کی دلیل بنایا جا سکتا ہے تو پھر اسماعیل دہلوی کے پیرو مرشد سید احمد بریلوی کا سلسلہ بیعت بھی حضور تک انہی ائمہ اہل بیعت کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ تو ان اماموں کو معصوم قرار دے چکے ہیں اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی۔ انکو اہلسنت کے پیشواء اور مقتداء قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو (تفہیمات الٰہی وغیرہ اور فتاوٰی عزیزی فارسی مجتبائی دہلی ج ۱ ص ۱۲۷ اور مخزن احمدی صفحہ ۱۲-۱۱)

اہلحدیث (۵) مولوی محمد سعید بنارسی (۶) مولوی الٰہی بخش بلیڈر لاہور (۷) مولوی سید نظام الدین پیشوائے اہلحدیث مدارس

(۴) بٹالوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس مسئلہ اور اسکے دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ملک ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دار السلام ہے۔ اس پر کوئی بادشاہ عرب کا ہو یا عجم کا۔ مہدی سوڈان ہو یا خود حضرت سلطان (ترکی کا بادشاہ) شاہ ایران ہو خواہ امیر خراسان مذہبی لڑائی یا چڑھائی کرنا جائز نہیں ہے ملاحظہ ہو۔ حوالہ (الاقتصاد ص۱۹ وکٹوریہ پریس)

(۵) اس زمانہ میں بھی شرعی جہاد کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ اس وقت نہ کوئی مسلمانوں کا امام موصوف بصفات وشرائط موجود ہے اور نہ اُن کو ایسی شوکت وجمعیت حاصل ہے۔ جس سے وہ اپنے مخالفوں پر فتح یاب ہونے کی اُمید کر سکیں۔ ملاحظہ ہو (الاقتصاد ص۴۷ مؤلفہ محمد حسین بٹالوی)۔ یہ رسالہ بٹالوی نے ۱۸۶۷ء میں لکھا تھا۔ بٹالوی صاحب سے بھی پہلے مولوی غلام علی قصوری ثم امرتسری اور مرزا فتح محمد بیگ جو یقیناً اہلحدیث تھے۔ انہوں نے جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔

(۶) اسماعیل دہلوی نے کہا کہ۔ ان پر (انگریز کے خلاف) جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے ..... بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔ ملاحظہ ہو (حیات طیبہ ص۲۹۶ از مرزا حیرت دہلوی)

(۷) مولوی محمد حسین بٹالوی پیشوائے "اہل حدیث" اپنی وصیت میں لکھتے ہیں۔ کہ اراضی جو خدا تعالیٰ نے گورنمنٹ سے مجھے دلائی ہے۔ چار مربع ہے۔ ملاحظہ اشاعۃ السنہ ص۲۷۷ ج ۱۹ شمارہ ۹)

(۸) علاوہ بریں ہم لوگ معاہد ہیں۔ سرکار سے عہد کیا ہوا ہے۔ پھر کیوں کر عہد کے خلاف کر سکتے ہیں۔ عہد شکنی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے (فتاوی نذیریہ ص۲۸۶ ج ۴)
مزید لکھتے ہیں۔ کہ "ہندوستان میں شوکت وقوۃ اور قدرت مفقود ہے اور امان بجائیں یہاں موجود ہے۔ پس جبکہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کرنا یہاں سبب ہلاکت اور معصیت کا ہوگا۔" (فتاویٰ نذیریہ ص۲۸۵ ج ۳)

یہ تین عدد عبارتیں سید نذیر حسین دہلوی پیشوائے اہل حدیث کی ہیں جن میں وہ انگریز کے خلاف جہاد کو عہد شکنی نا قابلِ مذمت اور جہاد کو گناہ بھی قرار دے رہے ہیں۔

(۹) نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ کہ "اور جب ہندوستان دار السلام ہے تو یہاں جہاد کا کیا مطلب، بلکہ گناہوں میں سے ایک گناہ اور کبائر میں سے ایک کبیرہ ہے"۔ ملاحظہ ہو (ترجمانِ وہابیہ ص۱۵ مؤلفہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی)

قارئین کرام ہم نے ۹ عدد جو حوالہ جات سے غیر مقلد وہابیوں کا انگریز کا وفادار ہونا نمک خوار اور پکا حامی ہونا ثابت کر دیا ہے۔ غور کریں۔ اور فیصلہ خود کریں۔ کہ انگریز کا ایجنٹ کون ہے بریلوی یا غیر مقلد وہابی۔

۴۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں کہ علماء اسلام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ملک ہندوستان میں جب سے حکام والا مقام فرنگ فرمانروا ہیں اس وقت سے یہ ملک دارالحرب ہے یا دارالاسلام حنفیہ جن سے یہ ملک بھرا پڑا ہے، ان کے عالموں اور مجتہدوں کا تو یہی فتویٰ ہے کہ یہ دارالاسلام ہے اور جب یہ دارالاسلام ہو تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنی؟ بلکہ عزم جہاد اپنی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے اور جن کے نزدیک یہ دارالحرب ہے جیسے بعض علماء دہلی وغیرہ ان کے نزدیک بھی اس ملک میں رہ کر اور یہاں کے حکام کی رعایا اور امن وامان میں داخل ہو کر کسی سے جہاد کرنا ہرگز روا نہیں، جب تک کہ یہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک اسلام میں جا کر مقیم نہ ہو۔ غرض یہ کہ دارالحرب میں رہ کر جہاد کرنا اگلے پچھلے مسلمانوں میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۵

قارئین کرام یہاں ہم نے صرف اہل حدیثوں کے اکابر کے چار حوالہ جات پیش کئے ہیں، کہ وہ ہندوستان کو دارالاسلام مانتے تھے اکابر دیوبند تھانوی صاحب اور دیگر حضرات کے حوالہ جات بھی ہندوستان کے دارالاسلام ہونے اور دارالحرب نہ ہونے پر موجود ہیں۔ اختصار کی وجہ سے ہم یہاں نقل نہیں کر رہے۔

اکابر اہل حدیث کے نزدیک جہاد انگریز کے خلاف حرام تھا!

۱۔ قارئین کرام غیر مقلدوں وہابیوں کے پیشوا شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب لکھتے ہیں کہ علاوہ بریں ہم لوگ مواحد ہیں، سرکار سے

عہد کیا ہوا ہے، پھر کیوں کر عہد کے خلاف کر سکتے ہیں۔ عہد شکنی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ نذیریہ صفحہ ۱۴۲ ج ۳۔

۲۔ ایک سوال کے جواب میں میاں صاحب لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں شوکت و قوت اور قدرت سلاح و آلات مفقود ہے اور امان و پیمان یہاں موجود ہے۔ پس جب کہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کرنا یہاں سبب ہلاکت اور معصیت کا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ جہاد واجب نہیں مگر غیر مقلدوں کے پیشوا کہتے ہیں گناہ ہے بڑے گناہوں سے۔

۳۔ نواب صدیق حسن خان پیشوائے غیر مقلدین وہابیہ لکھتے ہیں اور جب ہندوستان دارالاسلام ہے تو یہاں جہاد کا کیا مطلب؟ بلکہ گناہوں میں سے ایک گناہ اور کبائر میں سے ایک کبیرہ ہے۔ ملاحظہ ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۵، مؤلفہ نواب صدیق حسن خان صاحب۔

۴۔ ساری دنیا میں کوئی معتقد اس امر کا نہیں کہ جہاد و قتال خاص سرکار انگلشیہ سے جائز ہے، دوسرے سے نہیں، ہرگز نہیں، اس لئے کہ شرطیں اس عمل کی تمام ہا مفقود ہیں اور رجوع ہونا ان شرطوں کا اور ضابطوں کا نہایت دشوار ہے۔ (ترجمان وہابیہ صفحہ ۳۰)

۵۔ جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب مقلدین مذہب حنفی تھے نہ متبعان حدیث نبوی۔ اس عبارت میں نواب صاحب نے اقرار کیا ہے کہ اہل حدیثوں نے انگریز کے خلاف غدر نہیں کیا، جنہوں نے کیا وہ حنفی تھے۔

۶۔ اسی طرح زمانہ غدر میں جو لوگ سرکار انگریزی سے لڑے اور عہد شکنی کی

وہ جہاد نہ تھا فساد تھا۔ ملاحظہ ہو حوالہ کے لئے ترجمان وہابیہ صفحہ ۳ صفحہ ۲۵، صفحہ ۵۲۔

۷۔ کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ تر خیر خواہ اور طالب امن و امان و آسائش رعایا کا اور قدر شناس بندوبست گورنمنٹ کا اس گروہ سے نہیں ہے جو آپ کو اہل سنت و حدیث کہتا ہے اور کسی مذہب خاص کا مقلد نہیں ہے حوالہ ملاحظہ ہو ترجمان وہابیہ صفحہ ۵۔

۸۔ سید احمد نے اپنے جہاد کے چہرے سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

"سرکار انگریز گو منکر اسلام ہے۔ مگر مسلمانوں پر کوئی ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ ان کو فرائض مذہبی اور عبادات لازمی سے روکتی ہے ہم ان کے ملک میں اعلانیہ وعظ کہتے ہیں اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع و مزاحم نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اس کو سزا دینے کو تیار ہے۔ پھر ہم سرکار انگریز پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلا وجہ طرفین کا خون گرا دیں۔ ملاحظہ ہو حیات سید احمد شہید صفحہ ۱۷۱ مؤلفہ مولانا جعفری تھانیسری"۔

قارئین کرام ان مندرجہ بالا حوالہ جات سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:۔

۱۔ اہل حدیث انگریز سرکار کے معاہد تھے۔ سرکار انگریز سے عہد کیا ہوا تھا اور عہد شکنی مذموم اور بری چیز ہے۔ اس لئے انگریز کے خلاف جہاد کرنا مذموم اور بری چیز ہے۔

۲۔ انگریز کے خلاف جہاد کرنا سبب ہلاکت اور گناہ ہے۔

۳۔ ہندوستان دار الاسلام ہے اس لئے انگریز کے خلاف جہاد کا کوئی مطلب

ہی نہیں بلکہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اہل حدیث اکابر کے نزدیک۔

۴۔ ساری دنیا میں انگریز کے خلاف جہاد کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

۵۔ انگریز کے خلاف جہاد حنفیوں نے کیا ہے اہل حدیثوں نے نہیں کیا، نہ غدر نہ جہاد

۶۔ انگریز کے خلاف جو لوگ لڑے وہ جہاد نہ تھا فساد تھا۔

۷۔ اہل حدیثوں سے بڑھ کر اور کوئی فرقہ انگریز حکومت کا خیر خواہ نہیں تھا سب سے بڑھ کر یہی اہلحدیث انگریز کے خیر خواہ تھے۔

۸۔ انگریز نے مسلمانوں پر کوئی ظلم و زیادتی نہیں کی کہ جو ظلم ہم پر ظلم و زیادتی کرتا ہے تو انگریزوں کی حکومت اس کو سزا دینے کو تیار ہوتی ہے۔ یعنی اہلحدیثوں کی طرف داری کرتی ہے۔

۹۔ انگریز کے خلاف لڑنا بلاوجہ طرفین کا خون بہانا ہے یعنی جو انگریز کسی مسلمان کے ہاتھ سے مرے گا تو یہ بھی بلاوجہ ہوگا۔ اور جو اہل حدیث مرے گا تو یہ بھی بلاوجہ مریگا

دلہٰذا جہاد اور شہادت کا کیا معنی؟!

"قارئین کرام ان ۹ عدد نتائج پر خود غور کرلیں۔ کیا سابقہ مذکورہ حوالہ جات سے یہ ثابت ہوتے ہیں یا نہیں اور ان سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دنیا میں اہل حدیث کے سوا سب سے بڑا وفادار، نمک خوار اور سب سے بڑا ایجنٹ اور کوئی نہیں۔ گویا۔ یہ فرقہ ہی اصل وفادار تھا، اصل نمک خوار تھا اور واقعی اصلی ایجنٹ تھا۔ انگریز سرکار کا۔

ع مدعی لاکھ بھی بھاری ہے گواہی تیری

نوٹ:۔ قارئین کرام قبل ازیں ہم نے بحوالہ نقل کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو انگریز کے کمشنر کی طرف سے ۲۵ مربعے زمین کی پیشکش ہوئی۔ مگر آپ نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا اگر انگریز اپنی ساری حکومت بھی مجھے دیدے تو وہ میرا ایمان نہیں

وہ جہاد نہ تھا فساد تھا۔ ملاحظہ ہو حوالہ کے لئے ترجمانِ وہابیہ صفحہ ۳
صفحہ ۲۵، صفحہ ۵۲۔

۷۔ کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ تر خیر خواہ اور طالبِ امن و امان و آسائش رعایا کا اور قدر شناس بندوبست گورنمنٹ کا اس گروہ سے نہیں ہے جو آپ کو اہل سنت و حدیث کہتا ہے اور کسی مذہب خاص کا مقلد نہیں ہے حوالہ ملاحظہ ہو ترجمانِ وہابیہ صفحہ ۵)

۸۔ سید احمد نے اپنے جہاد کے چہرے سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا ہے کہ:۔
"سرکار انگریز تو منکر اسلام ہے۔ مگر مسلمانوں پر کوئی ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ ان کو فرائض مذہبی اور عبادات لازمی سے روکتی ہے ہم ان کے ملک میں اعلانیہ وعظ کہتے ہیں اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع و مزاحم نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اس کو سزا دینے کو تیار ہے۔ پھر ہم سرکار انگریز پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلا وجہ طرفین کا خون گرا دیں۔ ملاحظہ ہو حیات سید احمد شہید صفحہ ۷۱ مؤلفہ مولانا جعفری تھانیسری"۔

قارئین کرام ان مندرجہ بالا حوالہ جات سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:۔

۱۔ اہل حدیث انگریز سرکار کے معاہد تھے۔ سرکار انگریز سے عہد کیا ہوا تھا اور عہد شکنی مذموم اور بری چیز ہے۔ اس لئے انگریز کے خلاف جہاد کرنا مذموم اور بری چیز ہے۔

۲۔ انگریز کے خلاف جہاد کرنا سبب ہلاکت اور گناہ ہے۔

۳۔ ہندوستان دار الاسلام ہے اس لئے انگریز کے خلاف جہاد کا کوئی مطلب

ہی نہیں بلکہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اہل حدیث اکابر کے نزدیک۔

۴۔ ساری دنیا میں انگریز کے خلاف جہاد کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

۵۔ انگریز کے خلاف جہاد حنفیوں نے کیا ہے اہل حدیثوں نے نہیں کیا، نہ غدر نہ جہاد۔

۶۔ انگریز کے خلاف جو لوگ لڑے وہ جہاد نہ تھا فساد تھا۔

۷۔ اہل حدیثوں سے بڑھ کر اور کوئی فرقہ انگریز حکومت کا خیر خواہ نہیں تھا سب سے بڑھ کر یہی اہلحدیث انگریز کے خیر خواہ تھے۔

۸۔ انگریز نے مسلمانوں پر کوئی ظلم و زیادتی نہیں کی کہ جو ظلم ہم پر ظلم و زیادتی کرتا ہے تو انگریزوں کی حکومت اس کو سزا دینے کو تیار ہوتی ہے۔ یعنی اہلحدیثوں کی طرف داری کرتی ہے۔

۹۔ انگریز کے خلاف لڑنا بلا وجہ طرفین کا خون بہانا ہے یعنی جو انگریز کسی مسلمان کے ہاتھ سے مرے گا تو یہ بھی بلا وجہ ہوگا۔ اور جو اہل حدیث مرے گا تو یہ بھی بلا وجہ مریگا

دیکھیے جہاد اور شہادت کا کیا معنی؟!

"قارئین کرام ان ۹ عدد نتائج پر خود غور کر لیں۔ کیا سابقہ مذکورہ حوالہ جات سے یہ ثابت ہوتے ہیں یا نہیں اور ان سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دنیا میں اہل حدیث کے سوا سب سے بڑا وفادار، نمک خوار اور سب سے بڑا ایجنٹ اور کوئی نہیں۔ گویا یہ فرقہ ہی اصل وفادار تھا، اصل نمک خوار تھا اور واقعی اصلی ایجنٹ تھا۔ انگریز سرکار کا۔

ع مدعی لاکھ بھی بھاری ہے گواہی تیری

نوٹ:۔ قارئین کرام قبل ازیں ہم نے بحوالہ نقل کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو انگریز کے کمشنر کی طرف سے ۵۲ مربعے زمین کی پیشکش ہوئی۔ مگر آپ نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا انگریز اپنی ساری حکومت بھی مجھے دیدے تو وہ میرا ایمان نہیں

خرید سکتا۔ مگر غیر مقلدوں کے بہت بڑے وکیل و عالم و پیشوا امرتسری زبانی سنیئے کہ وہ کہتے ہیں کہ اراضی جو خدا تعالیٰ نے گورنمنٹ سے مجھے دلائی ہے، چار مربعے ملے۔ ملاحظہ حوالہ اشاعۃ السنۃ، ج ۱۹، شمارہ نمبر ۹، ص ۲۷۷۔ کہاں وہ اعلیٰ حضرت کا ایمان جس کو ۳۰ مربعے دے کر بھی انگریز نہ خرید سکا اور کہاں یہ وہابی گروہ کا ایمان جو چار مربعے زمین پر بک گیا۔ مگر یہ فرق ضرور تھا۔ وہ ایک عاشق رسول تھے۔ دوسرا اس دولت سے محروم تھے۔ مگر ان کے جعلی ایمان کی قدر و قیمت کیا ہو سکتی تھی؟

قارئین کرام ان حوالہ جات سے واضح ہو گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نہیں بلکہ غیر مقلد وہابیوں کے اکابر و پیشواؤں کے بیانات کی روشنی میں اہل حدیث وہابی ہی انگریز کے ایجنٹ اور حامی تھے۔ اور اعلیٰ حضرت بحمدہ تعالیٰ ان کے کٹر دشمن اور سخت و شدید مخالف تھے اور ان سے سخت نفرت کرتے تھے اگر اس موضوع پر مزید تفصیلی بحث کا مطالعہ کرنا ہو تو علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کی کتاب "اندھیرے سے اجالے تک" اور "شیشے کے گھر" کا مطالعہ کریں ہم نے اختصار کے پیش نظر چند حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے۔

ہمارا چیلنج ہے کہ غیر مقلد وہابی بے ضمیرے کے حامی کو جرأت والا کسی بھی عدالت میں آ کر اعلیٰ حضرت کا انگریز کا ایجنٹ ہونا ثابت کریں اور پچاس ہزار روپے انعام حاصل کریں۔ یا پھر اتنے ہی انعام کا چیلنج ہم کو دے کر دیکھیں۔ پھر ہم عدالت میں ان کے اکابر کا انگریز کا ایجنٹ و حامی و وفادار، نمک خوار ہونا ثابت کریں گے ان کی کتابوں سے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور یہ کہنا کہ فاضل بریلوی کے حامی حضرات ان کے مخالف ہو گئے اور وہ ان سے منحرف ہو گئے تھے اس وجہ سے کہ وہ بھی یہی سمجھے کہ آپ انگریز کی حمایت کرتے ہیں تو یہ کوئی وزنی دلیل نہیں ہے بلکہ سرے سے کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ

بعض ارادت مندوں اور عقیدت مندوں کا بعض دفعہ غلط فہمی کا شکار ہو کر متغیر ہو جانا یا بدظن ہو جانا امر واقعہ ہے مگر اس کو الزام کی صداقت کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ کیا بعض اہل اسلام کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں اسلام سے پھر جانا، منحرف ہو جانا اور مرتد ہو جانا ثابت نہیں ہے۔ یقیناً ثابت ہے پھر کیا ان کے ارتداد کو انحراف کو متنفر کو دلیل بنا کر کہا جا سکتا ہے کہ اسلام اور بانی اسلام میں کوئی کمزوری تھی؟ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اسلام اور بانی اسلام کے متعلق جو کچھ مرتدین، منحرفین، متنفرین نے کہا ہے اور جس کو وجہ ارتداد، وجہ انحراف، وجہ متنفر بنایا ہے وہ صحیح و درست ہے؟ ہرگز نہیں، قطعاً غلط، باطل و مردود ہے۔ اگر ان کے ارتداد و انحراف و تنفر کو ادعاء مذکور کی دلیل بنانا غلط ہے تو یقیناً اعلیٰ حضرت سے متنفر، انحراف اور بدظن ہونے والوں کا خیال بھی باطل، مردود اور سوء ظنی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ جس کو اس الزام کی دلیل بنانا قطعاً غلط اور محض جھوٹ ہے۔

ایک اعتراض

بے ضمیر نے صفحہ ۱۳ پر یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ انہوں نے وصایا شریف میں اپنے ماننے والوں کو یہ وصیت کی ہے کہ میرے دین اور میرے مذہب کو مضبوطی سے پکڑے رکھو جو میری کتابوں سے ظاہر ہے اور اس پر ڈٹ جاؤ کیونکہ یہ تمام فرائض میں اہم فریضہ ہے۔ بھیڑیے تمہیں ہر طرف سے گھیر کر گمراہ کریں گے اور فتنے میں ڈالیں گے۔ اور جہنمی بنائیں گے ان سے بچو خصوصاً دیوبندیوں سے۔

الجواب: قارئین کرام اپنے ہم مسلک، ہم جماعت، لوگوں کی خیر خواہی، ہمدردی کا تقاضا یہی ہے کہ ان کا قائد ان کا پیشوا ان کو صراط مستقیم پر چلنے کی

تلقین و تاکید کرے اور دشمن سے الگ رہنے کا حکم دے تاکہ اس کے بعد قوم گمراہ نہ ہو جائے اسی کے پیش نظر اعلیٰ حضرت نے یہ وصیت فرمائی ہے۔ اس میں کوئی اعتراض کی بات نہ تھی مگر دشمن بات کا بتنگڑ بنانے میں لذت محسوس کرتا ہے چاہے ایمان کا بیڑا غرق ہی کیوں نہ ہو جائے یہ اشارہ کرنا کہ ان کا دین و مذہب کوئی الگ و جدا دین و مذہب تھا جس کی تلقین کی ہے کہ وہ میری کتابوں سے ظاہر ہے تو جواباً عرض ہے کہ میرا دین یا میرا مذہب کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ میں نے کوئی نیا دین یا مذہب گھڑ کر تمہیں دیا ہے اس پر چلنا، بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ میں جس دین و مذہب پر کاربند ہوں وہی دین اسلام اور وہی مذہب حق ہے، جس کا حق ہونا میری کتابوں سے ظاہر ہے۔ یہی وہ دین ہے جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی طرف سے لائے ہیں اور یہی مذہب حق ہے جس پر تمام بزرگان دین چلتے آئے ہیں۔ باقی میرا دین اور میرا مذہب کہنا ایسا ہی ہے جیسے صحاح ستہ کی صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ قبر میں نکیرین صاحب قبر سے دریافت کرتے ہیں مَا دِیْنُکَ تیرا دین کون سا ہے وہ جواب میں کہتا ہے دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ اب یہاں نکیرین یہ نہیں کہتے مَا دِیْنُ رَبِّکَ تیرے رب کا دین کیا ہے یا مَا دِیْنُ رَسُوْلِکَ نہیں کہتے بلکہ مَا دِیْنُکَ کہتے ہیں۔ تیرا دین کون سا ہے جواب میں وہ صاحب قبر یہ نہیں کہتا دِیْنُ رَبِّیَ الْاِسْلَامُ یا دِیْنُ نَبِیِّ الْاِسْلَامُ یعنی میرے رب کا دین اسلام ہے یا میرے نبی کا دین اسلام ہے۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ اگر یہاں نکیرین اور صاحب قبر کے سوال و جواب میں یہ تعبیر قابل اعتراض نہیں تو پھر اعلیٰ حضرت کے کلام اور وصیت میں میرا دین اور میرا مذہب کہنا کیونکر قابل اعتراض ہے۔ الغرض کہ اعتراض بھی مبنی بر جہالت اور مظہر خباثت ہے۔ اور گمراہ فرقوں کو بھیڑیے قرار دینا بھی قابل اعتراض نہیں ہے اس لئے کہ گمراہ لوگوں کو قرآن کریم نے کالانعام بل ہم اضل قرار دیا ہے یعنی یہ چوپائے

سے بھی بدتر اور گمراہ تر ہیں اور حدیث مشکوٰۃ میں ہے اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِیَةَ وَالنَّاحِیَةَ ۔۔۔ الخ شیطان کی مثال انسان کے بھیڑیے کی ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے جو پکڑ لیتا ہے اپنے ہم جنسوں سے نفرت کرنے والے کو، اور دور بھاگنے والوں کو۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۔

ایک اور اعتراض

فاضل بریلوی نے آخری وصیت یہ کی ہے کہ اگر ممکن ہو تو ہر ہفتہ میں دو یا تین بار ختم دلائیں اور درج ذیل اشیاء ختم میں شامل کی جائیں:۔

۱۔ دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔
۲۔ مرغ کی بریانی۔ ۳۔ مرغ پلاؤ ۴۔ بکری کا شامی کباب۔
۵۔ پراٹھے اور بالائی ۶۔ فیرنی ۷۔ اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم
۸۔ گوشت بھری کچوریاں ۹۔ سیب کا پانی ۱۰۔ انار کا پانی۔
۱۱۔ سوڈے کی بوتل ۱۲۔ دودھ کا برف اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے
یوں کر دیا کرو جیسے مناسب جانو۔۔۔۔۔۔ الخ صفحہ ۲۵

الجواب:۔ قارئین محترم بے ضمیرے کا مقصد یہ ہے کہ وہ پیٹو تھے۔ ہر وقت کھانے کا شوق تھا۔ وفات کے وقت بھی یہی کچھ یاد رہا، کہ ختم دلانے کی تلقین کی ہے بلکہ تاکید کی ہے۔ حالانکہ اعلیٰ حضرت نے ظاہر ہے کہ یہ چیزیں خود تو وصال کے بعد نہیں کھانی تھیں، ان کو تو ثواب کی ہی امید تھی ان پاکیزہ چیزوں اور نعمتوں کو تو غرباء و مساکین نے کھانا تھا جیسا کہ وصایا شریف کی پوری عبارت سے ظاہر ہے بلکہ صراحۃً مساکین کا ذکر کیا ہے کہ ان کو کھلانا اور عزت کے مطابق بٹھا کر کھلانا۔

کے مطابق ایسا ہی ہو جیسا کہ انہوں نے سمجھا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت فی الواقع قائل مذکور کے نزدیک بے مثال ہی تھی۔ گذشتہ دو صدیوں میں اور یہ کہ آپ کی علمی جلالت اور علمی کمال کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ یا آپ علم اور اصابت رائے میں منفرد تھے تو یہ بھی بجا ہے کیونکہ قائل کی مراد یہ ہے کہ آپ اپنے زمانے میں بے نظیر اور اپنے زمانے کے علماء میں منفرد تھے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ساری دنیا میں آپ بے نظیر اور منفرد تھے تاکہ اولین و متقدمین پر ترجیح لازم آئے اور یہ کہا کہ آپ نے دین کی تعلیمات کو از سر نو زندہ کیا ہے تو یہ بھی مبالغہ نہیں۔ امر واقعہ ہے کیونکہ دین کی تعلیمات .... الخ یہ عبارت قضیہ مہملہ ہے محصورہ نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے دین کی بعض تعلیمات کو زندہ کیا ہے اور وہ اعتقادی تعلیمات ہیں کیونکہ آپ کا تجدیدی کارنامہ یہی ہے کہ آپ نے عوام الناس کے بگڑے ہوئے عقائد کی اصلاح فرمائی ہے اور وہابیوں و نجدیوں کی توحید شیطانی کو بے نقاب کر کے توحید رحمانی کا تصور اجاگر فرمایا ہے اور یہ حق خالص ہے جس میں کوئی ملاوٹ نہیں ہے۔

اعتراض :- "فتاویٰ رضویہ میں ہزاروں مسائل ایسے ہیں جن سے علماء کے کان بھی آشنا نہیں۔"

("بہار شریعت" جلد ۳ صفحہ ۳، ج ۲ البریلویہ صفحہ ۴۲)

الجواب: یہ بھی کوئی مبالغہ نہیں بلکہ امر واقعہ ہے کیونکہ علماء سے اولاً مراد تمام علماء نہیں بلکہ بعض علماء ہیں کیونکہ یہ عبارت بھی قضیہ مہملہ ہے کلیہ نہیں ہے اگر تمام علماء بھی مراد ہوں تو آپ کے زمانے کے اور آپ کے بعد کے زمانے کے علماء مراد ہیں۔ اور یہ حقیقت واقعیہ ہے ہرگز مبالغہ نہیں ہے۔

اعتراض :- ایک اور بریلوی نے کہا کہ اگر امام ابوحنیفہ فتاویٰ رضویہ کو دیکھ لیتے تو ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی اور اس کے مؤلف کو اپنے اصحاب میں شامل

کر لیتے۔ اور ایک اور بریلوی نے کہا کہ وہ تو اپنے زمانے کے ابوحنیفہ تھے۔ ایک اور نے کہا وہ ابوحنیفہ کی فطانت کے مالک تھے اجتہاد میں امام خصاف کی ضیاء اور رازی کی عقل اور قاضی خان کے حافظہ کے مالک تھے۔

الجواب :- اس اعتراض میں پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ واقعی اگر امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ "فتاویٰ رضویہ" کو دیکھ لیتے تو ضرور خوش ہوتے" اور اس کے مؤلف کو اپنے اصحاب میں شامل فرماتے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے یہ حسن ظن ہے "فتاویٰ رضویہ" سے اور اس کے مؤلف سے، اس کو مبالغہ قرار دینا جہالت ہے۔ باقی تینوں باتوں کا جواب یہ ہے کہ ابوحنیفہ تھے، نہیں کہا۔ اپنے زمانے کے ابوحنیفہ تھے۔ دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے غور کی ضرورت ہے دوسرا یہ کہ ایک تشبیہ ہے اور تشبیہ میں مشبہ کا مشبہ بہ کے مساوی ہونا ضروری نہیں ہے جیسے زید شیر ہے میں یہ ضروری نہیں کہ زید کی شیر کی طرح چار ٹانگیں اور دم بھی ہو صرف شجاعت کی صفت میں تشبیہ مقصود ہے۔ اسی طرح یہاں استدلال کی قوۃ اور مسائل کے استخراج میں آپ کو حضرت امام سے تشبیہ دی گئی ہے وہ بھی من کل الوجوہ نہیں بلکہ صرف وجہ ہے۔ اسی طرح فطانت و ضیاء، عقل میں تشبیہ دی گئی ہے نہ یہ کہ صرف کلی الوجوہ ابوحنیفہ ہیں۔

(والعیاذ باللہ تعالیٰ)

اعتراض :- بریلویوں نے اپنے اعلیٰ حضرت کو صدیق کا عکس قول حق میں عمر کا مظہر، باطل کی تفسیر میں ذو النورین کی صورت جود و رحم میں اور ضرب باطل میں علی کی تلوار قرار دیا ہے۔

الجواب: یہ بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے مگر اندھے کو کیا پتہ۔ قول حق میں عکس صدیق ہونا ایک چیز ہے اور ہر بات میں عکس صدیق ہونا دوسری بات ہے اور ہر لحاظ سے عکس صدیق ہونا امر آخر ہے۔ تینوں باتوں

میں بہت بڑا فرق ہے۔ پھر یہ بھی قابلِ غور ہے کہ صدیقی نہیں کہا عکسِ صدیقی کہا ہے یعنی صدیقی کا پرتو ہے اسی طرح عین فاروق نہیں بلکہ مظہر فاروق فرمایا ہے۔ عین فاروق اور مظہر فاروق ہونے میں بھی فرق واضح ہے۔ بعینہٖ ذوالنورین نہیں فرمایا بلکہ ذوالنورین کی وصف جود و کرم و رحم کی ایک صورت ہے جو ہرگز قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ اسی طرح باطل کی ضرب میں علی رضؓ کی تلوار کہا ہے۔ عین علی یا مثلِ علی یا نظیر علی نہیں کہا تاکہ اعتراض کے قابل ہو۔

کمال ہے جو لوگ اپنے بعض اکابر مثلاً سید احمد صاحب کے لئے کمالات نبوۃ معنیٔ نبوۃ مان رہے ہیں وہ اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں کو مبالغہ آمیزی کا الزام دے رہے ہیں۔

ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب "صراطِ مستقیم" فارسی صفحہ ۱۲۸ میں لکھتے ہیں کہ "جو شخص ذات کا مراقبہ اس لحاظ سے کرے کہ وہ کمالاتِ نبوۃ کا منشا ہے، اسے نبوت کے ایک معنی پر فائز کردیگی۔ جس کا اولیٰ درجہ اچھی خوابیں ہیں، اسی طرح دوسرے درجے میں معنی رسالت کا اس پر فیضان ہوگا اور اسے تفہیم، تنظیم اور غافلوں، جاہلوں اور معاندوں سے مناظرہ کا الہام کیا جائے گا۔ تیسرے درجہ میں نافرمانوں، سرکشوں کو ہلاک کرنے اور اطاعت کرنے والے مخلصین کو انعام و اکرام کی ہمت قوتیہ بخشتے ہیں" دیکھا آپ نے کیا لکھ دیا ہے۔ مراقبہ کے پہلے درجہ میں نبوت کا معنی، دوسرے درجہ میں رسالت کا معنی، اور تیسرے درجہ میں نافرمانوں سرکشوں کو ہلاک کرنے اور مخلصین کو انعام و اکرام سے نوازنے کی قوۃ قدسیہ بخشتے ہیں۔ یعنی آخر میں خدائی دے دی جاتی ہے۔ ایک طرف تو یہ طاقت یہ کمال یہ تصرف مان رہا ہے اور دوسری طرف تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶۳ میں لکھا ہے کہ یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے

عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔

دوسرا حوالہ: "صراطِ مستقیم کے خاتمہ میں لکھتا ہے کہ جاننا چاہیئے کہ حضرت سید احمد بریلوی ابتداء فطرت سے طریق نبوت کے اجمالی کمالات پر پیدا کئے گئے تھے"۔ ملاحظہ ہو صراطِ مستقیم صفحہ ۱۶۴

تیسرا حوالہ: "حصولِ بیعت (بردست شاہ عبدالعزیز صاحب) اور حضرت شاہ صاحب کی توجہات کی برکت سے بڑے وقیع معاملات ظاہر ہوئے۔ ان عجیب واقعات کے سبب سے وہ کمالاتِ طریق نبوت جو ابتداء فطرت میں اجمالاً مندرج تھے۔ تفصیل اور شرح کو پہنچ گئے"۔ (صراطِ مستقیم صفحہ ۱۶۳ فارسی)

چوتھا حوالہ: ایک خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ایک دن ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضرت سید احمد کو اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اور ان کے بدن کو خوب اچھی طرح دھویا۔ جیسے باپ اپنے بیٹوں کو غسل دیتے ہیں۔ اور جناب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت قیمتی لباس اپنے دستِ مبارک سے انہیں پہنایا"۔ ملاحظہ ہو (صراطِ مستقیم صفحہ ۱۶۴ فارسی)

یہاں دہلوی صاحب کو یہ بات بھول گئی کہ میں اس خواب کے ضمن میں حضرت علی کے لئے وصال کے بعد تصرف کی قدرت ثابت کررہا ہوں اور یہ بھی بھول گئے کہ اس واقعہ میں خاتونِ جنت کی توہین کا پہلو بھی نکل سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سید صاحب کے لئے نبوت کے کمالات کا راستہ کھولنے کی فکر میں لگے تھے۔

پانچواں حوالہ: اس واقعہ کے سبب کمالاتِ نبوت کے طریق کامل طور پر جلوہ گر ہوگئے۔ اور ازلی انتخاب کہ ازل الازال میں پوشیدہ تھا، نقطہ ظہور پر

ہیں بہت بڑا فرق ہے۔ پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ صدیق تو نہیں کہا عکس صدیق کہا ہے
یعنی صدیق کا پرتو ہے اسی طرح عین فاروق نہیں بلکہ مظہر فاروق فرمایا ہے۔
عین فاروق اور مظہر فاروق ہونے میں بھی فرق واضح ہے۔ بعینہٖ ذوالنورین نہیں فرمایا
بلکہ ذوالنورین کی وصف جود وکرم ورحم کی ایک صورت ہے جو ہرگز قابل اعتراض
نہیں ہے۔ اسی طرح باطل کی ضرب میں علیؓ کی تلوار کہا ہے۔ عین علی یا مثل علی یا نظیر
علی نہیں کہا تاکہ اعتراض کے قابل ہو۔

کمال ہے جو لوگ اپنے بعض اکابر مثلاً سید احمد صاحب کے لئے کمالات نبوۃ
معنیٔ نبوۃ مان رہے ہیں وہ اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں کو مبالغہ آمیزی کا الزام
دے رہے ہیں۔

ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب
"صراطِ مستقیم" فارسی صفحہ ۱۲۸ میں لکھتے ہیں کہ "جو شخص ذات کا مراقبہ اس لحاظ سے
کرے کہ وہ کمالاتِ نبوۃ کا منشا ہے، اسے نبوت کے ایک معنی پر فائز کردیگی۔
جس کا ادنیٰ درجہ اچھی خوابیں ہیں، اسی طرح دوسرے درجے میں معنی رسالت کا اس
پر فیضان ہوگا اور اسے تفہیم، تنظیم اور غافلوں، جاہلوں اور معاندوں سے مناظرہ
کا الہام کیا جائے گا۔ تیسرے درجہ میں نافرمانوں، سرکشوں کو ہلاک کرنے
اور اطاعت کرنے والے مخلصین کو انعام واکرام کی بہت قوت بخشتے ہیں۔" دیکھا
آپ نے کیا لکھ دیا ہے۔ مراقبہ کے پہلے درجہ میں نبوت کا معنی، دوسرے درجہ میں
رسالت کا معنی، اور تیسرے درجہ میں نافرمانوں سرکشوں کو ہلاک کرنے اور مخلصین
کو انعام واکرام سے نوازنے کی قوت قویہ بخشتے ہیں۔ یعنی آخر میں خدائی دے دی
جاتی ہے۔ ایک طرف تو یہ طاقت یہ کمال یہ تصرف مان رہا ہے اور دوسری طرف
تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶۳ میں لکھا ہے کہ یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے

عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے
شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔

دوسرا حوالہ: "صراطِ مستقیم کے خاتمہ میں لکھتا ہے کہ جاننا چاہیئے کہ حضرت
سید احمد بریلوی ابتداء فطرت سے طریق نبوت کے اجمالی کمالات پر پیدا کئے گئے
تھے"۔ ملاحظہ ہو صراطِ مستقیم صفحہ ۱۶۴

تیسرا حوالہ: "حصولِ بیعت (بردست شاہ عبدالعزیز صاحب) اور حضرت
شاہ صاحب کی توجہات کی برکت سے بڑے وقیع معاملات ظاہر ہوئے۔ ان عجیب
واقعات کے سبب سے وہ کمالاتِ طریق نبوت جو ابتداء فطرت میں اجمالاً مندرج
تھے۔ تفصیل اور شرح کو پہنچ گئے"۔ (صراطِ مستقیم صفحہ ۱۶۴ فارسی)

چوتھا حوالہ: ایک خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ایک دن ولایت
مآب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کو خواب میں دیکھا۔ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضرت سید احمد کو اپنے دستِ مبارک
سے غسل دیا اور ان کے بدن کو خوب اچھی طرح دھویا۔ جیسے باپ اپنے بیٹوں کو
غسل دیتے ہیں۔ اور جناب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت قیمتی لباس
اپنے دستِ مبارک سے انہیں پہنایا"۔ ملاحظہ ہو (صراطِ مستقیم صفحہ ۱۶۴ فارسی)

یہاں دہلوی صاحب کو یہ بات بھول گئی کہ میں اس خواب کے ضمن میں حضرت
علی کے لئے وصال کے بعد تصرف کی قدرت ثابت کررہا ہوں، اور یہ بھی بھول گئے کہ
اس واقعہ میں خاتونِ جنت کی توہین کا پہلو بھی نکل سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سید صاحب
کے لئے نبوت کے کمالات کا راستہ ہموار کرنے کی فکر میں لگے تھے۔

پانچواں حوالہ: "اس واقعہ کے سبب کمالاتِ نبوت کے طریق کامل طور پر
جلوہ گر ہوگئے۔ اور ازلی انتخاب کہ ازل الازال میں پوشیدہ تھا، منصۂ ظہور پر

پہنچا۔ اور اجمالی عنایت اور یزدانی تربیت کے واسطے کے بغیر ان کے حال کی تکمیل ہوگئی۔ معاملات اور واقعات تواتر اور تسلسل سے پیش آئے یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کا ہاتھ اپنی قدرتِ خاص کے ہاتھ میں پکڑا اور امورِ قدرت میں سے بلند عجیب چیز حضرت کے چہرے کے سامنے کی اور فرمایا تجھیں یہ کچھ دیا ہے۔ اور بہت سی دوسری چیزیں بھی دوں گا۔" (صراطِ مستقیم صفحہ ۱۶۴ فارسی)

چھٹا حوالہ:۔ "القصہ ایسے ایسے صدہا واقعات اور معاملات پیش آئے یہاں تک کہ کمالاتِ طریقِ نبوۃ اپنی انتہائی بلندی کو پہنچ گئے اور الہام و کشفِ علوم حکمت تک پہنچ گئے۔ یہ ہے کمالاتِ راہِ نبوت کے حاصل کرنے کا طریقہ۔"

ان عبارات و حوالہ جات و اقتباسات میں اپنے پیر و مرشد کے لئے منصبِ نبوت پر فائز ہونے کو کون مان رہا ہے۔ اہلِ سنت یا غیر مقلد وہابی سکہ کشیدہ عبارات و جملے و الفاظ و کلمات نبوت کا معنی اور رسالت کے معنی کا حصول بھی مانا اور سرکشوں کو ہلاک کرنے کی طاقت فرمانبرداروں کے لئے انعام و اکرام بخشنے کی قوۃ، سید صاحب کا ابتداءِ فطرت میں نبوت کے طریقہ کے اجمالی کمالات پر پیدا ہونا اور پھر ان اجمالی کمالات کا مرتبۂ تفصیل و شرح کو پہنچ جانا بھی مان رہے ہیں اور یہ بھی مان رہے ہیں کہ حضرت علی کرم نے سید صاحب کو اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور جنابِ خاتونِ جنت نے اپنے ہاتھ سے لباس پہنایا اور پھر یہ کہ کمالاتِ نبوۃ کامل طور پر جلوہ گر ہوگئے اور یہ کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کا ہاتھ اپنی قدرتِ خاص کے ہاتھ میں پکڑا، پھر فرمایا یہ کچھ تم کو دے دیئے ہیں اور بھی بہت کچھ دوں گا یہاں تو ہمکلامی کا شرف بھی مان لیا اور ایک طرف یہ کہ جس کا نام محمدؐ یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک اور مختار نہیں نہ ذاتاً نہ عطاً۔ اور یہاں اپنے پیر و مرشد کے لئے بہت کچھ عطا ہونا مان رہے ہیں۔ کیوں کہ بے ضمیرے کے حامیو،

عاشقوں، دیوانوں، مبالغات آپ کو کبھی نظر نہیں آئے۔ کیا یہ مبالغات ان مبالغات کے مقابلہ میں زیادہ وزنی نہیں وہاں تو صرف اپنے وقت کا ابو حنیفہ کہا گیا۔ اور رازی اور قاضی خان کی فطانت، ضیاء، عقل، حافظہ کی بات تھی اور یہاں کمالاتِ نبوۃ و رسالت اور خدا سے ہم کلامی اور خدا کے ہاتھ میں ہاتھ کا آنا تسلیم کیا جا رہا ہے اور بھی بہت سے کمالات کے حصول کا وعدہ خدا کی طرف سے ہو رہا ہے۔

قارئینِ کرام خود غور کرلیں کہ بریلویوں کے مبالغے زیادہ تر وزنی ہیں یا دیوبندیوں کے، مبالغوں کی یہ لسٹ زیادہ بھاری اور وزنی ہے۔ وہ زیادہ خطرناک ہیں یا یہ زیادہ خطرناک ہیں۔ یہاں نبوت و رسالت اور خدائی پر فائز مانا جا رہا ہے ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے رازِ سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ایک اور اعتراض

قارئین کرام بے ضمیر صاحب صفحہ ۴۸ پر لکھتے ہیں کہ ایک بریلوی نے کہا کہ "بریلوی صاحب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ایک اور نے کہا کہ وہ زمین میں اللہ کی حجت تھے۔ یہاں دس مبالغات پورے ہوگئے ہیں .... الخ"

الجواب: قارئینِ محترم جہالت کا علاج ممکن ہے مگر تعصب اور ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ معجزہ اس خارقِ عادت شئے کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نبی کے دعوئ نبوت کے لئے بعد از تحدی (یعنی دلیل و معجزہ

ابو یعلی والطبرانی قال فی مجمع الزوائد فیہ معروف بن حسان وھو ضعیف .... الخ

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب ویرانے میں تم سے کسی کی سواری گم ہو جائے تو اسے دلوں، پکارنا چاہیئے۔ اے اللہ کے بندو اس کو روکو اے اللہ کے بندو روکو بے شک اللہ کے لئے زمین میں روکنے والا ہے جو اس کو روکتا ہے اسی روایت کو محدثین نے روایت کیا ہے اور اسکی تخریج امام بزار اور امام ابو یعلی اور طبرانی نے کی، اور مجمع الزوائد میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی معروف بن حسان ہے جو ضعیف ہے۔

اس حدیث مرفوع قولی سے ثابت ہوتا ہے کہ عباد اللہ کو مشکل اور مصیبت کے وقت اور ضرورت کے موقعہ پر پکارنا بالکل جائز اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اس میں فعل کی اسناد عباد اللہ کی طرف کی گئی ہے کیا یہ شرک ہے؟ کیا یہ حرام ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہاں مراد اسناد مجازی ہے۔ اور اس کو پیشوائے غیر مقلدین و نام نہاد اہل حدیث کے گروہ نے جائز قرار دیا ہے بلکہ اپنا مشاہدہ بھی نواب صاحب نے بلکہ اپنا تجربہ اسی صفحہ ۲۳۵ میں بیان کیا ہے کہ میں نے بھی ایک موقعہ پر گھوڑے کے گم ہو جانے کے بعد ایسا کیا تھا یعنی عباد اللہ کو پکارا تھا حاجت برآری کے لئے امداد کے لئے اور میری حاجت پوری ہو گئی تھی ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کے ایک چوٹی کے عالم نے غیر اللہ کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر عباد اللہ کو پکارنا جائز قرار دیا ہے۔ اگر یہ شرک اور کفر ہے تو پھر نواب صاحب کو بھی مشرک و کافر ماننا پڑے گا۔

"لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا"

اعتراض:۔ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ مجمع الزوائد میں لکھا ہے کہ اس کا ایک راوی معروف بن حسان ضعیف ہے جیسا کہ اوپر عبارت منقول سے ثابت ہے۔

اَلجواب: اولاً یہ اعتراض غلط ہے اس لئے کہ صرف یہ کہا گیا کہ معروف بن حسان ضعیف ہے اور ضعف کا سبب یا وجہ نہیں بتائی گئی۔ اور محدثین کرام کے نزدیک ایسی جرح مبہم ہے۔ جو قابل قبول اور معتبر نہیں۔ ایسی جرح سے راوی کا ضعف ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ اصول حدیث کی کتابوں میں صراحۃً مذکور ہے خصوصاً شرح نخبۃ الفکر میں ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔ والجرح مقدم علی التعدیل و اطلق ذٰلِکَ جماعۃٌ ولکن محلہ ان صدر مبیّناً من عارف اسبابہ۔ یعنی جرح تعدیل پر مقدم اس وقت ہے جب یہ جرح مفسر ہو جارح وہ ہے جو اسباب جرح کو جانتا ہو صفحہ ۱۱۰۔

ثانیاً اگر بالفرض ضعف تسلیم کر لیا جائے تو بھی مخالف کا مدعا پورا نہیں ہوگا کیونکہ حدیث ضعیف سے حکم استحباب ثابت ہوتا ہے تو حکم اباحت تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ چنانچہ خود نواب صدیق حسن خان بھوپالی اپنی کتاب دلیل الطالب صفحہ ۸۸۹ میں لکھتے ہیں کہ علماء کا اتفاق ہے کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال میں حجت ہے اور غیر مقلدین وہابیہ کے شیخ الکل سید نذیر حسین (المتوفی ۱۳۲۰ھ) لکھتے ہیں کہ ضعیف حدیث جو موضوع نہ ہو اس سے استحباب اور جواز ثابت ہو سکتا ہے (فتاویٰ نذیریہ صفحہ ۲۶۵، ج ۱)۔ اور امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں کہ قال العلماء من المحدثین والفقہاء وغیرہم یجوز ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترہیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعاً۔ یعنی علماء محدثین اور فقہاء وغیرہم یہ فرماتے ہیں کہ فضائل اور ترغیب وترہیب میں

ضعیف حدیث کے ساتھ عمل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو (ملاحظہ ہو
کتاب الاذکار مطبوعہ مصر صفحہ)

ان تین حوالجات سے ثابت و واضح ہوگیا کہ حدیث ضعیف جو موضوع نہ ہو اس
پر عمل کرنا جائز ہے اور اس سے جواز یعنی اباحت تو درکنار جواز بمعنی استحباب بھی ثابت ہوتا ہے

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

۲۔ ثانیاً یہ کہ یہی روایت عتبہ بن غزوان سے بھی مروی ہے وہ حضور سے روایت کرتے
ہیں کہ قال اذا اضل احدکم شیئاً او اراد احدکم عوناً وھو بارض لیس
بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عباداً
لا یراھم رواہ الطبرانی فی الکبیر قال فی مجمع رجالہ
وثقوا علی ضعف فی بعضھم ...... الخ

یعنی حضور نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے کوئی مدد مانگنا چاہے
ویرانے میں تو یوں کہے کہ:-

"اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ کیونکہ اللہ کے بندے
ایسے ہیں جو کسی کو نظر نہیں آتے۔ اس روایت کو طبرانی نے کبیر میں تخریج
کیا ہے اور مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ باوجود بعض میں
بعض ضعف کے پائے جانے کے۔

ثالثاً۔ ایک روایت اسی کتاب کے اسی صفحہ پر جناب ابن عباس سے بھی
۳۔ مروی ہے کہ واخرج البزار من حدیث ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قال ان للہ ملائکۃ فی الارض سوی الحفظۃ
یکتبون ما سقط من ورق الشجر فاذا اصاب احدکم شئی بارض
فلاۃ فلیناد اعینونی یا عباد اللہ۔ قال فی مجمع الزوائد ورجالہ ثقات۔

قال شارح العدۃ وفی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانۃ بمن
لا یراھم الانسان من عباد اللہ سبحانہ من الملائکۃ وصالحی
الجن ولیس فی ذلک باس ...... الخ

امام بزار نے ابن عباس کی حدیث کی تخریج فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا بے شک اللہ کے لیے فرشتے ہیں زمین میں۔ کراماً کاتبین کے علاوہ جو درختوں
سے گرنے والے پتوں کو لکھتے ہیں۔ پھر جب تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف ہو تو ویرانے
میں تو وہ یوں پکارے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں اس
روایت کے راوی ثقہ ہیں۔ شارح عدہ نے کہا کہ اس حدیث میں ایسی مخلوق سے مدد مانگنے کے
جواز پر دلیل ہے جو انسان کو نظر نہ آتی ہو جیسے ملائکہ اور نیک جنات اور اس میں کوئی
حرج نہیں ہے۔ اب یہ روایت متعدد سندوں سے مروی ہے۔ کہیں ابن مسعود سے کہیں
عتبہ بن غزوان سے، کہیں ابن عباس سے اور تعدد سند روایت کے قوی و حسن ہونے
کی دلیل ہے۔ تعدد سند سے حدیث قوی بن جاتی ہے اور حسن لغیرہ ہو جاتی ہے، جو
صرف فضائل میں ہی نہیں بلکہ احکام میں بھی قابل قبول ہوتی ہے۔ بنا بریں باوجود بعض راویوں
کے ضعف کے یہ قابل استدلال و قابل احتجاج ہے۔ شیخ محقق علی الاطلاق عبدالحق
محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مقدمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ:-

والحدیث الضعیف الذی بلغ بتعدد الطرق مرتبۃ
الحسن لغیرہ ایضاً مجمع علیہ وما اشتھر ان الحدیث الضعیف
معتبر فی فضائل الاعمال لا فی غیرھا المراد مفرداتہ لا مجموعھا
لانہ داخل فی الحسن لا فی الضعیف صرح بہ الائمہ ...

یعنی وہ حدیث ضعیف جو تعدد طرق سے حسن کے درجہ پر فائز ہو چکی ہو، وہ بھی
مجمع علیہ ہے یعنی اس پر اتفاق ہے کہ احکام میں مقبول ہے اور یہ جو مشہور ہے

کہ حدیث ضعیف صرف فضائل اعمال میں معتبر ہے تو اس سے مراد تنہا حدیث ضعیف ہے یعنی جس کی صرف ایک ضعیف سند ہو، مجموعہ احادیث ضعیفہ مراد نہیں۔ کیونکہ چند ضعیف احادیث کا مجموعہ تو حسن لغیرہ میں داخل ہے حدیث ضعیف میں داخل نہیں ہے جیسا کہ محقق و آئمہ حدیث نے تصریح فرمائی ہے۔

جب اس حدیث کی سندیں متعدد ہیں تو اب یہ محض ضعیف نہیں بلکہ حسن لغیرہ ہو گئی ہے جو احکام میں بھی قابلِ استدلال ہے۔

نوٹ:- نواب صدیق حسن خان نزل الابرار کے صفحہ مذکورہ میں ان روایات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ بعض بدعتی لوگ اس حدیث سے غیر اللہ سے استعانت کے جواز پر استدلال کرتے ہیں مگر یہ کس قدر جاہل ہیں استدلال کی کیفیت اور محل نزاع سے۔ تو اس کا جواب عرض خدمت ہے کہ نواب صاحب کا یہ اعتراض ان کے مخبوط الحواس ہونے کی دلیل ہے کہتے ہیں کہ اس حدیث سے غیر اللہ سے استعانت کا جواز معتبر نہیں ہوتا۔ کیوں جناب ملائکہ کرام اور نیک جنات یا رجال الغیب غیر اللہ نہیں ہیں؟ آخر کیوں اگر غیر اللہ ہیں اور یقیناً غیر اللہ ہیں تو پھر ان سے مدد جائز ہو اور انبیاء و اولیاء سے شرک و حرام ہو۔ آخر کیوں؟ یہ فرق علامتِ خبط ہے۔ ایک طرف تو علی اللہ نہیں غیر اللہ مانتے ہیں۔ ملائکہ و جنات و رجال الغیب کو اور دوسری طرف ان کو پکارنا، ان سے مدد مانگنا جائز قرار دیتے ہیں آخر غیر اللہ ہونے میں ان کے اور انبیاء و اولیاء کے درمیان کیا فرق ہے۔ وجہ فرق بیان ہونی چاہیئے۔

یا عباد اللہ اعینونی کی روایت کو "حصن حصین" میں بھی بیان کیا گیا ہے اور دیوبندیوں کے قطب الاقطاب رشید احمد گنگوہی نے اپنے "فتاویٰ رشیدیہ" صفحہ ۱۴۳ مبوب جدید میں بھی نقل کیا ہے اور تاویل کی ہے کہ عباد اللہ سے مراد رجال الغیب ہیں، جس کا جواب ابھی ہم دے چکے ہیں۔

۴- یہی نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی نے کہا ہے کہ:-

ع شیخ سنت مددے   قاضی شوکان مددے

یعنی اے سنت کے شیخ مدد کرو اور اے قاضی شوکانی مدد کرو۔ یہاں مدد کرنے میں مدد کی اسناد شیخ سنت اور قاضی شوکانی کی طرف ہے اگر اس کو اسنادِ حقیقی مانا جائے تو کفر و شرک ہو گا اور اگر ان کو کفر و شرک سے بچانا ہے تو پھر اسناد کو مجازی ماننا ہو گا۔ علماء دیوبند کے ایک پیشوا مولوی حسین علی واں بھچراں اپنی املائی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:-

چنانچہ در ہندی گویند شاہ لا مدد ہووے پیر جیلانی اور "بلغۃ الحیران" صفحہ ۲۵

(بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۲۲۳ از سرفراز گکھڑوی صاحب)

۵- بانی دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ:-

ع مدد کر اے کرم احمدی کے تیرے سوا   (قصائد قاسمی صفحہ ۸)

ع نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

یہاں بھی مدد کرنے کی اسناد خدا کی طرف نہیں بلکہ کرم احمدی کی طرف ہے، جو حضور کی وصف ہے اور یقیناً غیر اللہ ہے۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت جناب تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ:-

ترجمہ:- یا شفیع العباد خذ بیدی   انت فی الاضطرار معتمدی
ترجمہ:- دستگیری کیجیے میرے نبی   کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لیس لی ملجأ سواک اغث   مسنی الضر سیدی سندی
ترجمہ:- جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ   فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
غشنی الدھر یا ابن عبد اللہ   کن مغیثاً فانت لی مددی
ترجمہ:- ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف   اے میرے مولیٰ خبر لیجیے میری

ذاتی اور حقیقی عطائی، ایک حقیقت ذاتیہ ہے، دوسری حقیقت عطائیہ ہے۔ علم خدا کی بھی صفت ہے اور بندے کی بھی صفت ہے قدرت خدا کی بھی صفت ہے اور بندے کی بھی صفت ہے، سمع و بصر، دیکھنا سُننا، پکڑنا خدا کی بھی صفات ہیں اور بندے کی بھی صفتیں ہیں۔ ظاہر ہے خدا کا علم ذاتی ہے، خدا کی قدرت ذاتی ہے، خدا کی سمع و بصر ذاتی ہے مگر بندے کی یہ صفات ذاتی نہیں بلکہ عطائیہ ہیں خدا کی عطا کردہ ہیں۔ اگر ان امور میں حقیقت و اسناد کو ذاتی و عطائی میں تقسیم کئے بغیر چارہ نہیں تو یہی تقسیم اگر ان اشعار و کلماتِ مذکورہ متنازعہ میں کر دی جائے اور کہا جائے کہ ان مقامات میں اسنادِ حقیقی عطائی ہے۔ حقیقی ذاتی نہیں ہے۔ تو کون سی خرابی، کونسی قباحت لازم آتی ہے، کون سا کفر و شرک لازم آتا ہے اگر ان چند امور میں یہ کفر و شرک لازم نہیں آتا تو وہاں کیونکر لازم آتا ہے۔ فما هو جوابكم فهو جوابنا۔

ایک اور اعتراض

بیت اللہ غوث پاک کا طواف کرتا ہے جو غلط ہے صفحہ ۵۔ تو جواباً گزارش ہے کہ اس بات میں اعلیٰ حضرت منفرد نہیں اور بھی بہت سے حضرات نے بیان کیا ہے کہ بعض دفعہ بیت اللہ بعض اولیاء کا طواف کرتا دیکھا گیا ہے یا اُن کے سر پر کھڑا پایا گیا ہے۔ اس میں کعبہ کی توہین کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ نہ توہین مقصود ہے، بلکہ اولیاء کرام اور غوثِ اعظم کی عظمت کا اظہار مقصود ہے۔ اور یہ کرامت کے طور پر ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے۔ صاحب درمختار، درمختار میں فرماتے ہیں کہ:۔

هل سُئل عما حكي ان الكعبة كانت تزور واحدا من الاولياء هل يجوز القول به، فقال خرق العادة على سبيل الكرامة لاهل

الولاية جائز عند اهل السنة ۔۔۔۔۔۔ الخ

یعنی جب علامہ تفتازانی سے یہ سوال کیا گیا کہ یہ جو منقول ہے کہ کعبہ شریف ایک ولی کی زیارت کیا کرتا تھا، کیا یہ بات جائز ہے؟ تو جواباً انھوں نے فرمایا کہ خلافِ عادت کرامت کے طور پر اہلِ ولایت کے لئے ایسا جائز ہے اہلِ سنت کے نزدیک، علامہ شامی فرماتے ہیں والانصاف ما ذكره الامام النسفي حين سئل عن ما يحكى ان الكعبة كانت تزور واحدا من الاولياء الخ اور امام تفتازانی فرماتے ہیں کہ انما التعجب من بعض فقهاء اهل السنة حيث حكم بالكفر على معتقد ما روي عن ابراهيم بن ادهم۔ الخ یعنی تعجب ہے بعض فقہاء پر کہ اسکو کفر کہتے ہیں حالانکہ یہ ابراہیم بن ادہم سے مروی ہے۔ شامی صفحہ ۵۵۱، ج ۱۔

ایک اور اعتراض

فاضل بریلوی نے اپنے بارے میں خود مبالغہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں مملکت بیان کا بادشاہ ہوں اور لوگوں کو میری بات ماننے سے چارہ نہیں ہے۔ البریلویہ صفحہ ۵

الجواب: یہ مبالغہ نہیں بلکہ تحدیثِ نعمت ہے اور تحدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا ہے کہ

ملکِ سخن کی شاہی، تم کو رضا مسلّم!
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اور تحدیثِ نعمت نہ مبالغہ ہے نہ جرم بلکہ تحدیثِ نعمت کرنا مامور بہ ہے صفحہ ۵

ایک اور اعتراض

فاضل بریلوی نے کہا کہ میرا سینہ علوم کا صندوق ہے۔ جب بھی مجھ سے کوئی

چیز پوچھی جائیگی میں اس کا جواب فوراً دوں گا۔ اس کا تعلق کسی بھی علم سے ہو۔ یہ بھی مبالغہ ہے۔

الجواب:۔ یہ بھی مبالغہ یا غرور نہیں بلکہ تحدیث نعمت ہے اور قرآن کریم کا حکم ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ تم اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ اعلیٰ حضرت نے اگر فرمایا ہے تو بربنائے غرور یا مبالغہ نہیں فرمایا بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا ہے جو کار ثواب ہے، جرم نہیں ہے۔

ایک اور اعتراض

فاضل بریلوی نے معاملہ کا عکس کرتے ہوئے ایسا مبالغہ کیا کہ خود کو آدمیت و انسانیت سے نکال کر اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا تجھے کون پوچھتا ہے تیری کس کو پرواہ ہے تیرے جیسے ہزاروں کتے موجود ہیں، پھر اپنے بارے میں کہا میں غوث اعظم کا کتا ہوں، میرے گلے میں ان کا ڈورا ہے۔ ایک بار فاضل بریلوی کے پیر نے اچھی نسل کے دو کتے مانگے تو فاضل بریلوی اپنے دو بیٹوں کو لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور میں یہ دو اصلی کھری نسل کے کتے لایا ہوں قبول فرمائیے۔ مجھ سے ...... الخ

الجواب: قارئین کرام کتے کے متعلق مشہور ہے کہ یہ جانور اپنے مالک کا بہت زیادہ وفادار ہوتا ہے پھر اصحاب کہف کے کتے کا واقعہ تو خود قرآن میں موجود ہے اور ظاہر ہے کہ اس کی وفاداری اور محبت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہی اس کا ذکر کیا گیا ہے، مقصد یہ ہے کہ اس وفاداری میں اپنے آپ کو غوث پاک کا کتا کہا گیا اپنے بیٹوں کی وفاداری کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ مقصد تو ہرگز نہیں کہ ہم بعینہ کتے ہیں مگر مخالف ظالم نے بات کا بتنگڑ بنالیا ہے۔

زعماء اہلسنت حنفی بریلوی کا تذکرہ!

قارئین کرام ظہیر بے ضمیر نے صفحہ ۵۱ تک اپنے خبث باطنی کا خوب مظاہرہ کیا ہے اور ہم نے اس کے خبث باطنی پر مبنی اقوالِ خبیثہ کے نہایت متانت اور سنجیدگی سے جواب دیئے ہیں جس نے ہمیں کتا کہا اور کتوں کا باپ کہا جیسا کہ اس نے صفحہ ۵۱ میں اعلیٰ حضرت کو بھی کتا کہا اور کتوں کا باپ بھی کہا۔ الاناء یترشح بما فیہ برتن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ اگر اندر خباثت ہوگی تو باہر بھی خباثت ہی آئے گی۔ کوئی پاک اور طیب چیز باہر کیونکر آئے گی۔ اس کے بعد بے ضمیر نے اہلسنت حنفی بریلوی کے اکابرین اور زعماء کا تذکرہ صفحہ ۵ سے صفحہ ۵۵ تک کیا ہے۔ جن میں حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب، مولانا حشمت علی خان صاحب، مولانا مفتی احمد یار صاحب نعیمی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام بنام تذکرہ کیا ہے اور مختصر سوانح کا ذکر کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ان حضرات نے بریلویت کی اشاعت و ترویج اور تقویت میں نمایاں کام کیا ہے اور بریلویت کے بانی کا ہاتھ بٹایا ہے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ ان سے قبل بریلویت موجود نہ تھی یہ نیا اختراع اور نیا فرقہ ہے۔

الجواب:۔ قارئین کرام ہم قبل ازیں اسی کتاب میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ بریلویت ہمارے نزدیک کوئی مذہب نہیں ہے۔ ہمارا مذہب صرف اور صرف حنفی ہے، ہم امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے مقلد ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے مقلد ہرگز نہیں ہیں وہ ہمارے محسن اور رہنما اور امام ضرور ہیں مگر ہر محسن رہنما یا ہر امام کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اصطلاحی معنی میں تقلید کے لائق بھی ہو۔ بے شمار فقہاء کرام ہیں جن کو ہم امام مانتے ہیں، امام کہتے ہیں، امام لکھتے ہیں۔ مثلاً امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر

اہل حدیثوں کا، شاباش واہ رے واہ، ایسے ہی علماء ہوتے ہیں، کیا خوب ہے۔

ہجرت سے انکار کی وجہ

قارئین کرام بےضمیرے نے گزشتہ صفحات میں یہ اشارے بھی دیئے ہیں، کہ بریلوی علماء نے تحریک ترک موالات کے زمانے میں ہندوستان سے ہجرت کرنے کی سختی سے مخالفت کی تھی جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ انگریز کے خلاف نہ تھے۔

الجواب:- قارئین کرام یہ بات کہ انگریز کے خلاف کون تھا اور کون اس کا حامی تھا۔ گزشتہ صفحات میں خود وہابیوں کے اکابر علماء کی تصریحات سے واضح کر دیا گیا ہے کہ وہ خود ہی انگریز کے حامی، نمک خوار، وفادار اور انعام یافتہ تھے، اور اعلیٰ حضرت شدید نفرت کرتے تھے۔ انگریز سے اور اس کے ساتھیوں کے سخت مخالف تھے...... اب رہا یہ کہ آپ نے اور آپ کے رفقاء نے ہجرت کی مخالفت کیوں کی تھی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے مطابق ہندوستان دارالاسلام تھا اور دارالاسلام سے ہجرت کر جانا، مساجد کی ویرانی، اور ان کی بے حرمتی کا سبب بنتا تھا، اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں کہ رہا دارالاسلام، اس سے ہجرت عامہ حرام ہے کہ اس میں مساجد کی ویرانی و بے حرمتی، قبور مسلمین کی بربادی، عورتوں، بچوں اور

ضعیفوں کی تباہی ہوگی۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ صفحہ ۲ ج ۶۔

پھر فرماتے ہیں کہ دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتیں چاہتا ہے:-

اوّل، اس کی موت تاکہ جھگڑا ہی ختم ہو۔ دوم یہ نہ ہو تو پھر اسکی جلاوطنی تاکہ اپنے پاس نہ رہے۔ سوم یہ نہ ہو سکے تو آخیر درجہ اس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے۔ مخالف (ہندو) نے یہ تینوں درجے ان پر طے کر دیئے...... الخ

ان عبارات سے ثابت ہوتا ہے کہ فاضل بریلوی نے ہجرت سے انکار کرکے یا منع کرکے ہندوؤں کو ہی نقصان دینا چاہا تھا اور مسلمانوں کو مصائب و آلام اور نقصانات سے بچانا چاہتا تھا۔ بعد کے حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا موقف درست تھا اور ہجرت کرنے اور کرانے والوں کا موقف غلط تھا۔

ترکِ موالات کی مخالفت کا الزام

قارئین کرام ظہیر صاحب نے البریلویہ صفحہ ۴۲ میں اعلیٰ حضرت پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ ان کے نزدیک کافر وغاصب انگریز سے ترکِ موالات حرام ہے۔ مگر یہ سراسر جھوٹ اور بہتان عظیم ہے جس کا حقیقت کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت کا موقف یہ تھا کہ موالات ہر کافر سے حرام ہے خواہ وہ انگریز ہو یا ہندو، آپ کو برصغیر کے ان لیڈران کرام سے اختلاف تھا کہ وہ انگریزوں سے معاملات و موالات سب کو حرام قرار دیتے ہیں مگر ہندوؤں سے اور ان کے لیڈران گاندھی، نہرو وغیرہ سے موالات ہی نہیں بلکہ اتحاد کو بھی جائز فرماتے ہیں۔ امام احمد رضا خان بریلوی تو یہ فرماتے ہیں کہ:-

"موالات ہر کافر سے حرام ہیں" اور یہ واضح ہو چکا ہے کہ رب عزوجل نے عام کفار کی نسبت یہ احکام فرمائے تو بزور زبان ان میں سے کسی کافر کی استثناء ماننا عزوجل پر افتراء ہے لعید اور قرآن کریم کی تحریف شدید ہے۔ فتاویٰ رضویہ صفحہ ۱۲ ج ۱ (مبارک پور)

مزید صراحت سے فرماتے ہیں، قرآن عظیم نے بکثرت آیتوں میں تمام کفار سے موالات قطعاً حرام فرمائی ہے، مجوس ہوں خواہ یہود و نصاریٰ ہوں، خواہ ہندو اور سب سے بدتر مرتدان عنود اور یہ مدعیان ترک موالات مشرکین مرتدین سے یکجہتی موالات برت رہے ہیں پھر بھی، ترکِ موالات کا دعویٰ ہے، ملاحظہ ہو (فتاویٰ رضویہ صفحہ [illegible])

ڈاکٹر اشتیاق حسین کی شہادت

بین الاقوامی سکالر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی صاحب لکھتے ہیں جو ماہر تعلیم بھی ہیں کہ انہوں (اعلیٰ حضرت) نے اپنے پیروکاروں پر اتنا گہرا اثر ڈالا کہ برصغیر میں ان کا کوئی ہمعصر ماہر الہیات اپنے پیروکاروں پر مرتب نہیں کر سکا۔ تحریک خلافت کے آغاز میں عدمِ تعاون کے فتوے پر دستخط لینے کے لئے علی برادران ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے جواب دیا۔ مولانا آپ کی اور میری سیاست میں فرق ہے آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں اور میں مخالف۔ جب مولانا نے دیکھا کہ علی برادران رنجیدہ ہو گئے ہیں، تو آپ نے فرمایا:۔

"مولانا میں (مسلمانوں کی) سیاسی آزادی کا مخالف نہیں ہوں میں تو ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں۔ ملاحظہ ہو (معارفِ رضا) مؤلفہ سید محمد ریاست علی قادری مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء صفحہ ۲۴۷)

اعجاز الحق قدوسی کی شہادت

اعجاز الحق قدوسی لکھتے ہیں: مولانا احمد رضا خان کو اگرچہ انگریزوں سے شدید نفرت تھی لیکن ان کی دوررس نگاہیں مستقبل میں اس تحریک کے انجام کو دیکھ رہی تھیں، وہ جانتے تھے کہ اس برصغیر میں مسلمانوں کی اقلیت ہے اور وقتی طور پر یہ ایک فریب

ہے جو اکثریت (ہندوؤں) اقلیت پر اثر انداز ہو گی اور عجب نہیں کہ یہ تحریک اکثریت میں ادغام کی صورت اختیار کرے، ملاحظہ ہو، اقبال اور علماء پاک و ہند، صفحہ ۲۰۸، (اقبال اکادمی)

محمد جعفر شاہ پھلواری کی شہادت

یہ شخص ترکِ موالات کا سخت حامی تھا اور ایسا حامی تھا کہ انگریزی چھوڑ کر عربی پڑھنا شروع کر دی تھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"ترکِ موالات کی تحریک جب تک زوروں پر رہی مجھے فاضل بریلوی سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ترکِ موالاتیوں نے ان کے متعلق یہ مشہور کر رکھا تھا کہ نعوذ باللہ وہ سرکار برطانیہ کے وظیفہ یاب ایجنٹ ہیں اور تحریک ترکِ موالات کی مخالفت پر مامور ہیں .... تحریک ترکِ موالات کے جوش میں تحقیق کا ہوش نہ تھا اس لئے ایسی افواہوں کو غلط سمجھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی لیکن جیسے جیسے شعور آتا گیا، مذہبی تعصب اور تنگ دلی کا رنگ ہلکے سے ہلکا ہوتا چلا گیا .... الخ"

ملاحظہ ہو جہانِ رضا (از مجلس رضا) لاہور صفحہ ۱۲۵ مؤلفہ محمد مرید احمد چشتی"

قارئین کرام ان شہادتوں، حوالوں، عبارتوں سے ہجرت، ترک کرنے، تحریک خلافت، تحریکِ ترکِ موالات، سب کے متعلق حقیقت واضح ہو چکی ہے مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے ہم طوالت سے بچنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں۔ آپ کو خود فیصلہ کرنا ہے کون سچا ہے کون جھوٹا۔؟ والحمد للہ علیٰ کل حال۔

۲۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کے پاس چلے آئیں اور پھر خدا سے بخشش مانگیں اور رسول بھی ان کے واسطے بخشش مانگے (یعنی سفارش و دعا کرے)، تو خدا کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔ اس آیت میں بھی حضور علیہ السلام کو بخشش و مغفرت کا وسیلہ بنایا گیا ہے۔ ان تین عدد آیاتِ قرآنیہ سے آپ کا بارگاہِ خداوندی میں ذریعہ و وسیلۂ دفع بلیات و شفاء امراض اور حل مشکلات ہونا ظاہر و ثابت ہے جس کا انکار قرآن کا انکار ہے اس لئے واسطہ اور وسیلہ جان کر پکارنا، مدد مانگنا بالکل جائز ہے۔ اور یہی کچھ مراد ہے ان عبارات و اشعار و کلمات ہیں جن کو ظہیر بے ظہیر نے گذشتہ صفحات میں نقل کر کے اپنے خبث باطنی کا اظہار کیا ہے۔

براہِ راست غیرِ خدا کی طرف کسی فعل کی اسناد کے دلائل

۱۔ فَمَا نَقَمُوْا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔

ترجمہ:۔ اور ان کو بری یہی لگی مگر یہی بات کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان کو غنی (دولت مند) کر دیا اپنے فضل سے۔ اس آیت کریمہ میں اغنا کی نسبت و اسناد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول دونوں کی طرف کی گئی ہے، یعنی یہ فرمایا کہ ان کو اللہ نے غنی کر دیا اور ان کو اللہ کے رسول نے غنی کر دیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اغنا کی اسناد خدا کی طرف اسنادِ حقیقی بھی ہے اور ذاتی بھی ہے، مگر اسی غنا کی اسناد حضور کی طرف کی گئی، ظاہر ہے کہ جس حیثیت سے اسکی اسناد خدا کی طرف کی گئی ہیں اسی حیثیت سے حضور کی طرف نہیں کی گئیں۔

کی گئی۔ اگر یہاں مجازی یا حقیقی عطائی مانی جائے تو کفر لازم آتا ہے نہ شرک۔

۲۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ ...... الخ

اور خوب ہوتا اگر وہ راضی ہو جاتے خدا اور رسول کے دیئے ہوئے پر اور کہتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے اب دے گا ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (بھی)۔ اس آیت کریمہ میں اٰتٰىهُمْ اور يُؤْتِيْنَا یعنی دینے کی نسبت و اسناد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول دونوں کی طرف کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا کی طرف یہ اسناد حقیقی اور ذاتی ہے اور حضور کی طرف مجازی یا حقیقی عطائی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بربنائے مجاز یا بربنائے حقیقت عطائیہ اللہ کے رسول کی طرف دینے، عطا کرنے کی نسبت و اسناد بالکل جائز، اور قرآن سے ثابت ہے۔

۳۔ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔

قول جبرائیل علیہ السلام ہے کہ اے مریم علیہا السلام میں تیرے رب کا رسول ہوں تجھے پاک بیٹا دینے آیا ہوں۔ یہاں بخشنے اور دینے کی نسبت و اسناد جبرائیل علیہ السلام نے اپنی طرف کی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نسبت و اسناد یا تو مبنی بر مجاز ہے یا مبنی بر حقیقت عطائیہ ہے، حقیقی یا حقیقت ذاتیہ پر مبنی نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ اس طرح غیر خدا کی طرف نسبت کرنا جائز و درست ہے شرک نہیں ہے۔

۴۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ۔ اللہ نے اسکو نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت عطا کی۔ یہاں اَنْعَمْتَ فرما کر انعام کرنے کی اسناد حضور کی طرح بھی کی گئی ہے۔

۵۔ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ یہاں ابراء یعنی شفا دینے اور احیاء یعنی مردے زندہ کرنے کی نسبت و اسناد حضرت عیسٰی

علیہ السلام نے اپنی طرف کی ہے۔ بلکہ دوسری جگہ قرآن میں خود خدا نے بھی تُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ اور تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ فرما کر ابراء اور احیاء کی اسناد حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی طرف فرمائی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسناد یا تو مبنی بر مجاز ہے یا مبنی بر حقیقت عطائیہ ہے بہر حال حقیقت ذاتیہ پر مبنی نہیں ہے۔

قارئین کرام یہ آٹھ عدد آیات پر اکتفا کر رہا ہوں۔ اختصار کے پیش نظر ورنہ مزید متعدد آیات قرآنیہ اور بے شمار احادیث نبویہ اس موضوع پر پیش کی جا سکتی ہیں۔ جس کو زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو وہ اعلیٰ حضرت کی کتاب "الامن والعلیٰ" اور سلطنت مصطفیٰ کا مطالعہ ضرور کرے بہت فائدہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اعتراض:۔ ابراء اور احیاء کی اسناد جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بطور معجزہ ہے جس سے کسی اور کے لئے اثبات درست نہیں ہے۔

الجواب: ہم نے یہاں یہ ثابت کیا ہے کہ غیر خدا کی طرف احیاء و ابراء جیسے افعال کی اسناد و نسبت بھی کی گئی ہے۔ قطع نظر صدور یعنی اس کے کہ وہ معجزہ ہے یا نہیں بہر حال معجزہ ہونے کا انکار نہیں مگر کم از کم یہ تو معلوم ہو گیا کہ یہ شرک نہیں کیونکہ جو چیز شرک و کفر ہے وہ معجزہ نہیں ہو سکتی اور بطور معجزہ اس کا توحید سے ممکن نہیں ہے جو شرک ہے وہ ہر حال میں ہر زمانے ہر ایک کے لئے ہر ایک سے شرک ہے وہ کبھی توحید و ایمان اور معجزہ یا کرامت نہیں ہو سکتی۔ اتمام حجت کے لئے چند مسلّم بین الفریقین اکابر کی عبارات ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اپنے قصیدہ الطیب النغم اور اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ بنظرمی آید مرا نگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگین است در ہر شدتے صفحہ ۱۲،۱۳۔

یعنی میری نظر میں حضور ہی غم زدوں کی جائے پناہ اور ہر مشکل میں پناہ گاہ ہیں۔ پھر

فرماتے ہیں کہ جائے پناہ گرفتن بندگان و گریزگاہ ایشاں در وقت خوف ایشاں روزے قیامت۔ یعنی آپ ہی قیامت والے دن، خوف کے وقت پناہ کی جگہ ہیں۔ مزید فرمایا کہ نافع ترین ایشاں مردماں را نزد ہجوم حوادث زماں۔ یعنی حوادثات کے وقت لوگوں کو بہتر نفع دینے والے۔ مزید فرمایا اے بہترین عطا کنندہ والے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود برائے ازالہ مصیبتے۔ یعنی اے بہترین عطا کرنے والے اور اے وہ بہترین کہ مصیبت کے دور کرنے کی جس سے امید رکھی جا سکتی ہے۔ مزید فرمایا تو پناہ دہندہ از ہجوم کردنے مصیبتے۔ یعنی آپ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں۔ صفحہ ۱۴ پر فرماتے ہیں ہذا کہ خوار و زار شدہ با خلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق اے رسول خدا عطائے ترا میخواہم روز حشر الی قولہ صفحہ ۱۵ توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست۔ اور حضور کو ندا کرے یعنی پکارے انتہائی خواری و زاری اور خلوص کے ساتھ مناجات میں اور پناہ مانگے اس طرح کہ اے رسول خدا میں تیری عطا چاہتا ہوں قیامت کے دن، تو ہی پناہ گاہ ہے ہر بلا اور ہر مصیبت سے۔ ان تمام عبارات میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور کو ہر مصیبت اور ہر مشکل میں پناہ گاہ بھی کہا۔ نافع ترین بھی کہا، عطاء کرنے والا، دینے والا اور مصیبت ٹالنے والا۔ مصیبت سے پناہ دہندہ بھی کہا اور یہ بھی کہا حضور کو ندا کرے پکارے عاجزی و زاری کے ساتھ، اے رسول میں تیری عطا چاہتا ہوں بروز حشر۔ اگر ایسا کہنے سے شاہ ولی اللہ صاحب مشرک نہیں ہوئے۔ تو اعلیٰ حضرت اور ان کے عقیدت مند سابقہ اشعار و کلمات کی بنا پر کیوں کر مشرک ہو سکتے ہیں۔ اگر ان کو مشرک کہنے پر اصرار ہے تو پھر شاہ ولی اللہ کو بھی مشرک قرار دینا ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ دریں جا است تصرّف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا ۲۷ مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیاں تحصیل مطلب کمالات باطن از انہا می نمایند و در باب حاجات

ومطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند و می یابند۔ صفحہ ۲۸ یعنی بزرگان دین واولیاء کرام دنیا سے انتقال کرنے کے بعد ان کے تصرفات کا ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اکابر اولیاء کو دنیا میں تصرف کرنے کا کمال وسیع دیا گیا ہے اور ان کے تدارک اسی طرف توجہ سے مانع نہیں ہوتے اور یہی نسبت رکھنے والے مطلب اور باطنی کمالات ان سے حاصل کرتے ہیں بلکہ ان کی حاجات اور ان کی مشکلات انہی سے حل ہوتی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ امور تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند و فاتحہ و درود، صدقات و نذر بنام ایشان رائج و معمول گردیدہ چنانچہ جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔ ملاحظہ ہو تفسیر عزیزی صفحہ ۲۸۲۷، اور تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۹۶، صفحہ ۳۹۷ یعنی حضرت علی اور ان کی اولاد پاک کو ساری اُمت (اکثر امت) پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے اور صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی عام معمول ہے اور امور تکوینیہ کو ان کے وابستہ جانتے ہیں۔

۴۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں "دعاء سیفی" کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:۔

"نادِ علی ہفت بار یا سہ بار یا یک بار بخواند و آں این است"

نادِ علیاً مظہر العجائب   تجدہ عوناً لک فی النوائب

کل ہم و غم سینجلی   بولایتک یا علی یا علی یا علی"

یعنی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھے۔ اس دعاء سیفی کو جو یہ ہے۔ پکار علی کو جو عجائب کے مظہر ہیں، پائے گا تو ان کو اپنے لئے مشکلات میں مددگار ہر غم و مصیبت کھل جائے گی تیری مدد کے ساتھ اے علی اے علی اے علی، اے علی۔ یہ دعا حضرت شاہ محمد گوالیاری علیہ رحمۃ اللہ باری کے جواہر خمسہ سے ماخوذ ہے جس کے پڑھنے کو شاہ صاحب اور شاہ صاحب کے بارہ عدد جلیل القدر اساتذہ کرام

جن سے شاہ صاحب اکثر سلاسل حدیث لیتے رہے ہیں وہ بھی ان کو پڑھتے اور پڑھاتے تھے اگر ایسے الفاظ شرک ہیں اور بولنے والا مشرک ہے تو شاہ صاحب ان کے بارہ اساتذہ گرامی قدر کو بھی مشرک اور حضرت گوالیاری کو بھی مشرک قرار دینا ہوگا۔ ان کے ساتھ ساتھ شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی مشرک ٹھہرانا ہوگا کیونکہ وہ بعد از وفات بھی اولیاء کرام کے لئے تصرف کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور نواب صاحب اور علامہ وحید الزماں اور تھانوی صاحب کے حوالوں سے یا عباد اللہ اَعِیْنُوْنِی یا عباد اللہ اعینونی بھی پہلے نقل کیا جا چکا ہے۔ اگر یہ شرک ہے تو پھر کوئی بھی محفوظ نہیں رہ سکتا ہے نہ کوئی وہابیوں کا نہ دیوبندیوں کا نہ اہل سنت کا اور اس کا بطلان واضح ہے۔

(وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِکَ)

قارئین کرام ظہیر صاحب نے بزعم خویش جس قدر کلمات و جملے والفاظ اعلیٰ حضرت یا دیگر اکابر کی کتابوں سے نقل کئے ہیں گذشتہ صفحات میں اوّل تو ہمارے اکابر نے حوالہ جات و عبارات نقل کی ہیں اور اکثر و بیشتر پر روایات و احادیث کے الفاظ نقل کئے ہیں مگر ان دلائل و عبارات و روایات کا ظہیر صاحب نے ذکر تک نہیں کیا۔ رد کرنا تھا تو دلائل کا جواب بھی دیتا۔ مگر ایسا کرنا اس کے بس کی بات ہی نہ تھی۔ اسی لئے نہ کر سکا۔

ثانیاً اعلیٰ حضرت نے جو بات کہی ہے باحوالہ کہی ہے اور باحوالہ نقل کی ہے اور اگر یہ کفریہ یا شرک ہیں تو پھر ان حضرات کے بارے میں کچھ نہ کہنا جن سے نقل کی ہیں اور جن کی اصل عبارات ہیں، ان کے متعلق بات تک نہ کرنا یہ کہاں کی انصاف پسندی ہے۔ بھائی اگر یہ شرک ہے یا کفر ہے تو اس کی لپیٹ میں صرف ناقل ہی کو کیوں آتا ہے، منقول عنہم بھی تو لپیٹ میں آئے گا۔ تمہارے اپنے اکابر بھی آئیں گے

ان کے متعلق کیوں چپ سادھ رکھی ہے، خاموش کیوں ہو۔؟

ان پر بھی فتویٰ لگایا جائے، ان کو کیوں معاف کرتے ہو؟ کیا قرآن وحدیث کی تعلیم یہ ہے کہ اپنے کفر وشرک میں مبتلا ہوں، تو ان کا کفر وشرک بھی کافور سمجھ لیا جائے۔ اور دوسروں سے سرزد ہونے والے کافور کو بھی کفر وشرک بنا لیا جائے۔

کیا یہ "اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ" کی عملی تفسیر نہیں ہے۔ کیا یہ تفریق یہود ونصاریٰ کی معنوی ذریت ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ سچ ہے "من تشبہ بقوم فھو منھم"۔

نوٹ :۔

کتاب ہٰذا کا پہلا حصہ دو باب پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ تیسرے باب سے شروع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔